قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (آل عمران:74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

بدھ 24 نومبر 2021ء | 18 ربیع الثانی 1443 ہجری قمری | 24 نبوت 1400 ہجری شمسی | جلد:3 | شمارہ:279

ارشادِ باری تعالیٰ

اَلۡیَوۡمَ یَئِسَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا مِنۡ دِیۡنِکُمۡ فَلَا تَخۡشَوۡہُمۡ وَ اخۡشَوۡنِ ؕ اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ وَ اَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ وَ رَضِیۡتُ لَکُمُ الۡاِسۡلَامَ دِیۡنًا

(المائدہ:4)

ترجمہ: آج کے دن وہ لوگ جو کافر ہوئے تمہارے دین (میں دخل اندازی) سے مایوس ہو چکے ہیں۔ پس تم ان سے نہ ڈرو بلکہ مجھ سے ڈرو۔ آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر میں نے اپنی نعمت تمام کر دی ہے اور میں نے اسلام کو تمہارے لئے دین کے طور پر پسند کر لیا ہے۔

فرمانِ خلیفہ وقت

احمدی ہی ہیں اور ہمیشہ رہیں گے جو مقام ختم نبوت کا صحیح ادراک رکھتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحیح مقام سے دنیا کو روشناس کروا رہے ہیں۔ یہ اس لئے کہ ہمیں اس زمانے کے امام مسیح موعود اور مہدی معہود علیہ السلام نے بتایا کہ اگر خدا تعالیٰ تک پہنچنا ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن کو پکڑو کہ آپ ہی اب راہِ نجات ہیں۔ کوئی اَور ذریعہ نہیں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا۔ ’’وہ ہے میں چیز کیا ہوں۔‘‘

(قادیان کے آریہ اور ہم، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 456)

آپ نے کبھی اپنے آپ کو بڑا نہیں ثابت کیا۔ ہمیشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑائی ہی بیان فرمائی۔

پھر اس الزام کو رد کرتے ہوئے کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں مانتے، آپ علیہ السلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

’’یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ مجھ پر اور میری جماعت پر جو یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں مانتے یہ ہم پر افترائے عظیم ہے۔ ہم جس قوت، یقین، معرفت اور بصیرت کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء مانتے اور یقین کرتے ہیں اس کا لاکھواں حصہ بھی دوسرے لوگ نہیں مانتے اور ان کا ایسا ظرف ہی نہیں ہے۔ وہ اس حقیقت اور راز کو جو خاتم الانبیاء کی ختم نبوت میں ہے، سمجھتے ہی نہیں ہیں۔ انہوں نے صرف باپ دادا سے ایک لفظ سنا ہوا ہے مگر اس کی حقیقت سے بے خبر ہیں اور نہیں جانتے کہ ختم نبوت کیا ہوتا ہے اور اس پر ایمان لانے کا مفہوم کیا ہے؟ مگر ہم بصیرت تام سے (جس کو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء یقین کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ نے ہم پر ختم نبوت کی حقیقت کو ایسے طور پر کھول دیا ہے کہ اس عرفان کے شربت سے جو ہمیں پلایا گیا ہے ایک خاص لذّت پاتے ہیں جس کا اندازہ کوئی

بقیہ صفحہ 7 پر

اس شمارہ میں

- غزل (منظوم)
- احکام خداوندی
- ارشادات حضرت مسیح موعودؑ
- تلاوت قرآن کریم سے متعلق خلفائے احمدیت کی تڑپ

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فُضِّلْتُ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ بِسِتٍّ أُعْطِيتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَأُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ وَجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُورًا وَأُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً وَخُتِمَ بِيَ النَّبِيُّونَ

(مسلم، کتاب المساجد مواضع السلام، باب المساجد مواضع الصلاۃ)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے انبیاء پر 6 باتوں میں فضیلت دی گئی ہے، مجھے جوامع الکلم دیئے گئے ہیں اور رعب سے مجھے مدد دی گئی ہے اور غنیمتیں میرے لئے جائز کی گئی ہیں اور زمین میرے لئے پاکیزگی کا ذریعہ اور مسجد بنائی گئی ہے اور مجھے سب مخلوق کی طرف بھیجا گیا ہے اور میرے ذریعہ نبیوں پر مہر لگائی گئی ہے۔

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

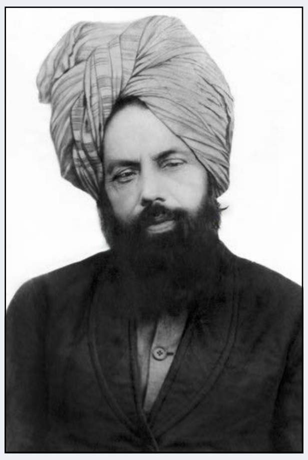

نبوت کے کمالات آپؐ پر ختم ہو گئے

خاتم النبیین کا لفظ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بولا گیا ہے بجائے خود چاہتا ہے اور بالطبع اسی لفظ میں یہ رکھا گیا ہے کہ وہ کتاب جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی ہے وہ بھی خاتم الکتب ہو اور سارے کمالات اس میں موجود ہوں اور حقیقت میں وہ کمالات اس میں موجود ہیں۔

کیونکہ کلام الٰہی کے نزول کا عام قاعدہ اور اصول یہ ہے کہ جس قدر قوت قدسی اور کمال باطنی اس شخص کا ہوتا ہے جس پر کلام الٰہی نازل ہوتا ہے اسی قدر قوت اور شوکت اس کلام کی ہوتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی اور کمال باطنی چونکہ اعلیٰ سے اعلیٰ درجے کا تھا جس سے بڑھ کر کسی انسان کا نہ کبھی ہوا اور نہ آئندہ ہوگا اس لئے قرآن شریف بھی تمام پہلی کتابوں اور صحائف سے اس اعلیٰ مقام اور مرتبہ پر واقع ہوا ہے جہاں تک کوئی دوسرا کلام نہیں پہنچا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی استعداد اور قوت قدسی سب سے بڑھی ہوئی تھی اور تمام مقامات کمال آپ پر ختم ہو چکے تھے اور آپ انتہائی نقطہ پر پہنچے ہوئے تھے اس مقام پر قرآن شریف جو آپ پر نازل ہوا کمال کو پہنچا ہوا ہے اور جیسے نبوت کے کمالات آپ پر ختم ہو گئے، اسی طرح پر اعجاز کلام کے کمالات قرآن شریف پر ختم ہو گئے، آپ خاتم النبیین ٹھہرے اور آپ کی کتاب خاتم الکتب ٹھہری۔ جس قدر مراتب اور وجوہ اعجاز کلام کے ہو سکتے ہیں ان سب کے اعتبار سے آپ کی کتاب انتہائی نقطہ پر پہنچی ہوئی ہے۔

یعنی کیا باعتبار فصاحت و بلاغت، کیا باعتبار ترتیب مضامین، کیا باعتبار تعلیم، کیا باعتبار کمالاتِ تعلیم کیا باعتبار ثمراتِ تعلیم۔ غرض جس پہلو سے دیکھو اسی پہلو سے قرآن شریف کا کمال نظر آتا ہے اور اس کا اعجاز ثابت ہوتا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ قرآن شریف نے کسی خاص امر کی نظیر نہیں مانگی، بلکہ عام طور پر نظیر طلب کی یعنی جس پہلو سے چاہو مقابلہ کرو، خواہ بلحاظ فصاحت و بلاغت، خواہ بلحاظ مطالب و مقاصد، خواہ بلحاظ تعلیم خواہ بلحاظ پیشگوئیوں اور غیب کے جو قرآن شریف میں موجود ہے غرض کسی رنگ میں دیکھو یہ معجزہ ہے۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 375-376 ایڈیشن 2016ء)

دربارِ خلافت

روزنامہ الفضل کے پہلے صفحہ سے اقتباس بچوں کو پڑھنے کے لئے دیا کریں (حضرت خلیفۃ المسیح الخامس)

نیشنل مجلس عاملہ فن لینڈ کی حضور انور ایدہ اللہ سے ورچوئل ملاقات بمؤرخہ 12 نومبر 2021ء کے دوران ایک ممبر نے حضور سے سوال کیا کہ حضور! لوگوں میں حضرت مسیح موعودؑ کی کتب پڑھنے کا شوق کیسے پیدا کیا جائے؟

حضور انور نے فرمایا: مختلف موضوعات پر چھوٹے چھوٹے اقتباس نکال کر ان کو ٹائپ کر کے پرنٹ نکال کے لوگوں میں دیں۔ وہ لوگ جن کو پڑھنے کا شوق ہی نہیں ان کے لیے ایک کتاب کو لگاتار پڑھنا مشکل ہے۔ اگر انہیں اقتباسات دیں گے تو کچھ نہ کچھ اس subject پر توجہ پیدا ہو جائے گی۔ انگلش یا اردو میں ٹائپ کر کے گھروں میں دیا کریں۔ اس سے پھر اگر کتابیں نہیں تو کم از کم اقتباسات ہی پڑھنا شروع کر دیں گے۔ **الفضل میں جو اقتباسات آتے ہیں۔ روزنامہ الفضل اور انٹرنیشنل الفضل کے شروع میں ہی پہلے صفحہ پر جو حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے اقتباسات آتے وہی نکال کے ان کو دے دیا کریں۔ اس سے کم از کم کچھ نہ کچھ تو ان لوگوں کو پتا لگ جائے گا۔** باقی آج کل پڑھنے کا رجحان ہی نہیں ہے۔ آج کل تو رجحان یہ ہے کہ سوشل میڈیا پر ہی 30 سیکنڈ کے اندر اندر جو بات کان میں پڑ جائے وہ دیکھ لو یا سن لو۔

(This week with Huzur,12,Nov 2021)

غزل

’’مل کر بھی جب دل نہ ملیں تو لمبی چوڑی باتیں کیوں‘‘
جب ہم رنگ ہے خون تو اتنی اہم ہوئی ہیں ذاتیں کیوں

دن ان کی یادوں میں گزرے، حسن کا جلوہ آنکھوں میں
خواب میں وہ آجائیں تو ہم جاگ کے کاٹیں راتیں کیوں

عشق جنوں ہے پھر بھی غالب کیوں رہتا ہے جیون بھر
عقل نے جب بھی دھاوا بولا، دل سے کھائیں ماتیں کیوں

لاکھ چھپاؤ عشق محبّت ظاہر ہو کر رہتے ہیں
کہتے ہو چاہا ہی نہیں پھر اشکوں کی برساتیں کیوں

صبر کا پھل شیریں جو نہیں تو کیسے آئیں روز فقیر
گھٹنوں بیٹھ کے در پر پھر وہ سن لیں یوں صلواتیں کیوں

کچھ خاصیّت تو ہو گی جس سے اہمیّت ہے اس کی
سونے سے ارزاں ہوتی ہیں ورنہ ساری دھاتیں کیوں

سوچو! سارے حاسد کیونکر نارِ حسد میں جلتے ہیں
اور ہمارے ہر گھر میں ہیں یہ شادی کی باراتیں کیوں

یہ قانون ہوا ہے رائج طارق! آج زمانے میں
حسن کا جلوہ عاقل دیکھیں، مجنوں کھائیں لاتیں کیوں

ڈاکٹر طارق انور باجوہ۔ لندن

قدسیہ نور والا۔ ناروے

احکام خداوندی

قسط نمبر 18

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

”جو شخص قرآن کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے بند کرتا ہے۔“

(کشتی نوح)

اخلاقیات

تیسرا حصہ

صبر کرنا

فَاصْبِرْ صَبْرًا جَمِيْلًا

(المعارج: 6)

پس صبر جمیل اختیار کر۔

وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَاِنَّكَ بِاَعْيُنِنَا وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِيْنَ تَقُوْمُ

(الطور: 49)

اور اپنے ربّ کے حکم کی خاطر صبر کر۔ پس یقیناً تو ہماری آنکھوں کے سامنے (رہتا) ہے۔ اور اپنے ربّ کی حمد کے ساتھ تسبیح کر جب تُو اُٹھتا ہے۔

مصیبت پے صبر کرنا کہ اللہ ساتھ ہوتا ہے

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ

(الانفال: 47)

اور اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اور آپس میں مت جھگڑو ورنہ تم بزدل بن جاؤ گے اور تمہارا رعب جاتا رہے گا۔ اور صبر سے کام لو یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہوتا ہے۔

يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰى مَاۤ اَصَابَكَ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ

(لقمان: 18)

اے میرے پیارے بیٹے! نماز کو قائم کر اور اچھی باتوں کا حکم دے اور ناپسندیدہ باتوں سے منع کر اور اُس (مصیبت) پر صبر کر جو تجھے پہنچے۔ یقیناً یہ بہت اہم باتوں میں سے ہے۔

اللہ کا وعدہ پورا ہونے کے انتظار میں صبر کرنا

فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلَا يَسْتَخِفَّنَّكَ الَّذِيْنَ لَا يُوْقِنُوْنَ

(الروم: 61)

پس صبر کر۔ اللہ کا وعدہ یقیناً سچا ہے اور وہ لوگ جو یقین نہیں رکھتے وہ ہرگز تجھے بے وزن نہ سمجھیں۔

الٰہی فیصلے کے انتظار میں صبر کرنا

فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوْتِ ۘ اِذْ نَادٰى وَهُوَ مَكْظُوْمٌ

(القلم: 49)

سوائے اپنے ربّ کے فیصلے کے انتظار میں صبر کر اور مچھلی والے کی طرح نہ ہو جب اس نے (اپنے ربّ کو) پکارا اور وہ غم سے بھرا ہوا تھا۔

صبر کی تلقین کرنا

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا ۟ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ

(آل عمران: 201)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! صبر کرو اور صبر کی تلقین کرو اور سرحدوں کی حفاظت پر مستعد رہو۔ اور اللہ سے ڈرو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

عہد کو پورا کرنا

وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۪ وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْـُٔوْلًا

(بنی اسرائیل: 35)

اور یتیم کے مال کے قریب نہ جاؤ مگر ایسے طریق پر کہ وہ بہترین ہو یہاں تک کہ وہ اپنی بلوغت کی عمر کو پہنچ جائے۔ اور عہد کو پورا کرو یقیناً عہد کے بارہ میں پوچھا جائے گا۔

مشرکین (جو تیرے خلاف کسی کی مدد نہیں کرتے) کے عہد کو پورا کرنا

اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوْكُمْ شَيْـًٔا وَّلَمْ يُظَاهِرُوْا عَلَيْكُمْ اَحَدًا فَاَتِمُّوْۤا اِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ اِلٰى مُدَّتِهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ

(التوبہ: 4)

سوائے مشرکین میں سے ایسے لوگوں کے جن کے ساتھ تم نے معاہدہ کیا پھر انہوں نے تم سے کوئی عہد شکنی نہیں کی اور تمہارے خلاف کسی اور کی مدد بھی نہیں کی۔ پس تم اُن کے ساتھ معاہدہ کو طے کردہ مدت تک پورا کرو۔ یقیناً اللہ متقیوں سے محبت کرتا ہے۔

كَيْفَ يَكُوْنُ لِلْمُشْرِكِيْنَ عَهْدٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ رَسُوْلِهٖۤ اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ فَمَا اسْتَقَامُوْا لَكُمْ فَاسْتَقِيْمُوْا لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ

(التوبہ: 7)

مشرکین کا عہد، سوائے ان کے جن سے تم نے مسجدِ حرام میں عہد لیا، اللہ اور اس کے رسول کے نزدیک کیسے درست شمار ہوسکتا ہے۔ پس جب تک وہ تمہارے مفاد میں (عہد پر) قائم رہیں تم بھی ان کے مفاد میں قائم رہو۔ یقیناً اللہ متقیوں سے محبت کرتا ہے۔

اللہ سے کئے گئے عہد کو پورا کرنا

وَاَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عٰهَدْتُّمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَيْكُمْ كَفِيْلًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ

(النحل: 94)

اور تم اللہ کے عہد کو پورا کرو جب تم عہد کرو اور قسموں کو ان کی پختگی کے بعد نہ توڑو جبکہ تم اللہ کو اپنے اوپر کفیل بنا چکے ہو۔ اللہ یقیناً جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔

وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۚ وَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ ۚ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ۚ وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۚ وَبِعَهْدِ اللّٰهِ اَوْفُوْا ؕ ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ

(الانعام: 153)

اور سوائے ایسے طریق کے جو بہت اچھا ہو یتیم کے مال کے قریب نہ جاؤ یہاں تک کہ وہ اپنی بلوغت کی عمر کو پہنچ جائے اور ماپ اور تول انصاف کے ساتھ پورے کیا کرو۔ ہم کسی جان پر اس کی وسعت سے بڑھ کر ذمہ داری نہیں ڈالتے۔ اور جب بھی تم کوئی بات کرو تو عدل سے کام لو خواہ کوئی قریبی ہی (کیوں نہ) ہو۔ اور اللہ کے (ساتھ کئے گئے) عہد کو پورا کرو۔ یہ وہ امر ہے جس کی وہ تمہیں سخت تاکید کرتا ہے تا کہ تم نصیحت پکڑو۔

وَاَوْفُوْا بِعَهْدِيْۤ

(البقرہ: 41)

اور میرے عہد کو پورا کرو

(700 احکام خداوندی از حنیف محمود)

سید عمار احمد

ارشادات حضرت مسیح موعودؑ

بابت مختلف ممالک وشہور

قسط 10

ارشادات برائے بٹالہ

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

دوسرا ذریعہ گناہ سے بچنے کا احساسِ موت ہے۔ اگر انسان موت کو اپنے سامنے رکھے تو وہ ان بدکاریوں اور کوتاہ اندیشیوں سے باز آجائے اور خدا تعالیٰ پر اسے ایک نیا ایمان حاصل ہو اپنے سابقہ گناہوں پر توبہ اور نادم ہونے کا موقعہ ملے۔ انسان عاجز کی ہستی کیا ہے؟ صرف ایک دم پر انحصار ہے۔ پھر کیوں وہ آخرت کی فکر نہیں کرتا اور موت سے نہیں ڈرتا اور نفسانی اور حیوانی جذبات کا مطیع اور غلام ہو کر عمر ضائع کر دیتا ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ ہندوؤں کو بھی احساس موت ہوا ہے۔ بٹالہ میں کشن چند نام ایک بھنڈاری ستر یا بہتر برس کی عمر کا تھا۔ اس وقت اس نے گھر بار سب کچھ چھوڑ دیا اور کانشی میں جا کر رہنے لگا اور وہاں ہی مر گیا۔ یہ صرف اس لیے کہ وہاں مرنے سے اس کی موکش ہو گی مگر یہ خیال اس کا باطل تھا۔لیکن اس سے اتنا تو مفید نتیجہ ہم نکال سکتے ہیں کہ اس نے احساسِ موت کیا اور احساسِ موت انسان کو دنیا کی لذات میں بالکل منہمک ہونے سے اور خدا سے دور جا پڑنے سے بچا لیتا ہے۔ یہ بات کہ کانشی میں مرنا مکتی کا باعث ہو گا یہ اسی مخلوق پرستی کا پردہ تھا جو اس کے دل پر پڑا ہوا تھا مگر مجھے تو سخت افسوس ہوتا ہے جبکہ میں دیکھتا ہوں کہ مسلمان ہندوؤں کی طرح بھی احساسِ موت نہیں کرتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھو صرف اس ایک حکم نے کہ فَاسۡتَقِمۡ کَمَاۤ اُمِرۡتَ نے ہی بوڑھا کر دیا۔ کس قدر احساس موت ہے۔ آپ کی یہ حالت کیوں ہوئی صرف اس لئے کہ تا ہم اس سے سبق لیں۔ ورنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک اور مقدس زندگی کی اس سے بڑھ کر اور کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہادی کامل اور پھر قیامت تک کے لیے اور اس پر کل دنیا کے لیے مقرر فرمایا۔ مگر آپ کی زندگی کے کل واقعات ایک عملی تعلیمات کا مجموعہ ہے جس طرح پر قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی قولی کتاب ہے اور قانون قدرت اس کی فعلی کتاب ہے اسی طرح پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی بھی ایک فعلی کتاب ہے جو گویا قرآن کریم کی شرح اور تفسیر ہے۔ میرے تیس سال کی عمر میں ہی سفید بال نکل آئے تھے اور مرزا صاحب مرحوم میرے والد ابھی زندہ ہی تھے۔ سفید بال بھی گویا ایک قسم کا نشان موت ہوتا ہے جب بڑھاپا آتا ہے جس کی نشانی یہی سفید بال ہیں تو انسان سمجھ لیتا ہے کہ مرنے کے دن اب قریب ہیں۔ مگر افسوس تو یہ ہے کہ اس وقت بھی انسان کو فکر نہیں لگتا۔ مومن تو ایک چڑیا اور جانوروں سے بھی اخلاق فاضلہ سیکھ سکتا ہے کیونکہ خدائے تعالیٰ کی کھلی ہوئی کتاب اس کے سامنے ہوتی ہے۔ دنیا میں جس قدر چیزیں اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہیں وہ انسان کے لیے جسمانی اور روحانی دونوں قسم کی راحتوں کے سامان ہیں۔ میں نے حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کے تذکرے میں پڑھا ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے۔ میں نے مراقبہ بلی سے سیکھا ہے۔ اگر انسان نہایت پر غور نگاہ سے دیکھے تو اسے معلوم ہو گا کہ جانور کھلے طور پر خُلق رکھتے ہیں۔ میرے مذہب میں سب چرند و پرند ایک خلق ہیں اور انسان اس کے مجموعہ کا نام ہے یہ نفس جامع ہے اور اسی لیے عالم صغیر کہلاتا ہے کہ کل مخلوق کے کمال انسان میں یکجائی طور پر جمع ہیں اور کل انسانوں کے کمالات بہیئت مجموئی ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں جمع ہیں اور اسی لیے آپ کل دنیا کے لیے مبعوث ہوئے اور رحمۃ للعالمین کہلائے۔ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡمٍ (القلم:5) میں بھی اسی مجموعہ کمالات انسانی کی طرف اشارہ ہے اسی صورت میں عظمت اخلاق محمدی کی نسبت غور کر سکتا ہے اور یہی وجہ تھی کہ آپ پر نبوت کاملہ کے کمالات ختم ہوئے یہ ایک مسلم بات ہے کہ کسی چیز کا خاتمہ اس کی علت غائی کے اختتام پر ہوتا ہے۔ جیسے کتاب کے جب کل مطالب بیان ہو جاتے ہیں تو اس کا خاتمہ ہو جاتا ہے اسی طرح پر رسالت اور نبوت کی علت غائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوئی اور یہی ختم نبوت کے معنے ہیں۔ کیونکہ یہ ایک سلسلہ ہے جو چلا آیا ہے اور کامل انسان پر آ کر اس کا خاتمہ ہو گیا۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 145-147 ایڈیشن 2016ء)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

میں یہ بھی بتلا دینا چاہتا ہوں کہ استقامت جس پر میں نے ذکر چھیڑا تھا۔ وہی ہے جس کو صوفی لوگ اپنی اصطلاح میں فنا کہتے ہیں اور اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ (الفاتحہ:6) کے معنے بھی فنا ہی کے کرتے ہیں۔یعنی روح کے جوش اور ارادے سب کے سب اللہ تعالیٰ کے لیے ہی ہو جائیں اور اپنے جذبات اور نفسانی خواہشیں بالکل مر جائیں۔بعض انسان جو اللہ تعالیٰ کی خواہش اور ارادے کو اپنے ارادوں اور جوشوں پر مقدم نہیں کرتے وہ اکثر دفعہ دنیا ہی کے جوشوں اور ارادوں کی ناکامیوں میں اس دنیا سے اٹھ جاتے ہیں۔ ہمارے بھائی صاحب مرحوم مرزا غلام قادر کو مقدمات میں بڑی مصروفیت رہتی تھی اور ان میں وہ یہانتک منہمک اور محو رہتے تھے کہ آخر ان ناکامیوں نے ان کی صحت پر اثر ڈالا اور وہ انتقال کر گئے اور بھی بہت سے لوگ دیکھے ہیں جو اپنے ارادوں کو خدا پر مقدم کرتے ہیں۔ آخر کار ہوائے نفس میں بھی وہ کامیاب نہیں ہوتے اور بجائے فائدہ کے نقصان عظیم اٹھاتے ہیں۔ اسلام پر غور کرو گے تو معلوم ہو گا کہ ناکامی صرف جھوٹے ہونے کی وجہ سے پیش آتی ہے۔ جب خدائے تعالیٰ کی طرف سے التفات کم ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ کا قہر نازل ہوتا ہے جو اس کو نامراد اور ناکام بنا دیتا ہے۔خصوصاً ان لوگوں کو جو بصیرت رکھتے ہیں جب وہ دنیا کے مقاصد کی طرف اپنے تمام جوش اور ارادے کے ساتھ جھک جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کو نامراد کر دیتا ہے۔لیکن سعیدوں کو وہ پاک اصول پیش نظر رہتا ہے جو احساس موت کا اصول ہے۔ وہ خیال کرتا ہے کہ جس طرح ماں باپ کا انتقال ہو گیا ہے یا جس طرح پر اور کوئی بزرگ خاندان فوت ہو گیا ہے اسی طرح پر مجھ کو ایک دن مرنا ہے اور بعض اوقات اپنی عمر پر خیال کر کے کہ بڑھاپا آ گیا ہے اور موت کے دن قریب ہیں خدائے تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے۔بعض خاندان ایسے ہوتے ہیں کہ ان میں عمریں علی العموم ایک خاص مقدار تک مثل 50 یا 60 تک جاتی ہیں۔ بٹالہ میں میاں صاحب کا جو خاندان ہے اس کی عمریں بھی علی العموم اسی حد تک پہنچتی ہیں۔ اس طرح پر اپنے خاندان کی عمروں کا اندازہ اور لحاظ بھی انسان کو احساس موت کی طرف لے جاتا ہے۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 147-148 ایڈیشن 2016ء)

بٹالہ میں ایک خانسامہ جو مشنری لیڈی کے ہاں ملازم تھا۔حضرت صاحب کا خادم تھا۔مشنری لیڈی نے اسے اس تعصب کے باعث برخواست کر دیا۔

حضرت اقدس نے فرمایا کہ:-اگر مکھن کھاتے دانت جاتے ہیں تو جاویں۔

مشنری لیڈی نے اسے کہا تھا کہ تم اتنی دیر ہمارے پاس رہے اور اثر نہ ہوا۔ اس پر حضرت نے فرمایا کہ اثر تو ہوا کہ اس نے مقابلہ کر کے دیکھ لیا کہ حق اِدھر ہے۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 268 ایڈیشن 2016ء)

مفتی صاحب نے اخبار سول ملٹری میں طاعون کا مضمون پڑھ کر سنایا اس مضمون کو سن کر حضرت نے فرمایا کہ:۔ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کا لفظ ہرگز منہ پر نہیں لاتے حالانکہ اگر حاکم کے منہ سے ایک بات نکلتی ہے تو ہزاروں آدمیوں پر اس کا اثر ہوتا ہے۔ بٹالہ کا ذکر ہے کہ ایک دفعہ ایک ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر جو کہ ایک دیسی آدمی تھا اس کے منہ سے یہ بات نکلی کہ نماز پڑھنی چاہیے۔ اس پر بہت سے مسلمانوں نے نماز شروع کر دی۔ اسی طرح کبھی گورنمنٹ کی طرف سے یہ تاکید ہو کہ یہ لوگ خدا کی طرف رجوع کریں تو دیکھئے پھر لوگوں کی کیا تبدیلی ہوتی ہے مگر اس وقت امراء لوگ ایسے فسق و فجور میں مبتلا ہیں کہ گویا یہ ان کے نطفہ کا ایک جزو بن گیا ہے۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 301 ایڈیشن 2016ء)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نماز ادا فرما رہے تھے اور آپ کی طبیعت ناساز تھی کہ نماز کے اندر طبیعت میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ اگر انگور ملیں تو وہ کھائے جاویں مگر چونکہ نزدیک و دور ان کا ملنا محال تھا اس لیے کیا ہو سکتا تھا کہ اس اثنا میں ایک صاحب جناب حکیم محمد حسین صاحب ساکن بلب گڈھ ضلع دہلی جو کہ حضرت اقدس کے مخلص خدام سے ہیں قادیان سے واپس ہو کر حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے ایک ٹوکری انگوروں اور دوسرے ثمرات مثل انار وغیرہ کی حضرت کی خدمت میں پیش کی اور بیان کیا کہ مجھے علم نہ تھا کہ حضور ت بٹالہ تشریف لائے ہیں۔ میں قادیان چلا گیا وہاں معلوم ہوا تو اسی وقت میں واپس ہوا اور یہ پھل حضور کے لیے ہیں۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 254۔ایڈیشن 2016ء)

ارشادات برائے لیل اور دھاریوال

ایڈیٹر صاحب اخبار الحکم لکھتے ہیں۔ جب لیل (دھاریوال کے پاس ایک گاؤں ہے) جہاں حضرت اقدسؑ نے بغرض پیروی مقدمہ ضمانت برائے حفظ امن منجانب مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی، دھاریوال تشریف لے جاتے ہوئے قیام فرمایا تھا۔(مرتب) سے روانہ ہو کر کھنڈہ (جہاں حضرت اقدسؑ تشریف فرماتے تھے۔ (مرتب) آ پہنچے۔تو حضرت اقدسؑ نے فرمایا کہ:

’’اللہ تعالیٰ کے ہر کام میں مصلحت ہے۔ چونکہ سنا گیا ہے کہ محمد حسین بھی وہیں اترنے والا تھا۔ اس لیے اچھا ہوا کہ ہم وہاں نہیں ٹھہرے۔ ایسے لوگوں سے دور ہی رہنا اچھا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 265-266 ایڈیشن 2016ء)

بعد نماز صبح روانگی کا حکم ہوا۔ جب کارخانہ (دھاریوال) کے قریب سے گزرے تو اس کے متعلق ذکر میں فرمایا:۔

’’اس کو کسی وقت دیکھنا چاہیے۔ دیکھی ہوئی چیز کچھ کام ہی دیتی ہے۔‘‘

ایک شخص نے کہا کہ حضرت میں نے ایک بار دیکھا، تو مجھے خدا تعالیٰ کی قدرت پر عجیب جوش آیا اور جب تک میں نے چار رکعت نماز نہ پڑھ لی صبر نہ آیا۔حضرت نے فرمایا:

’’اصل بات یہ ہے کہ ساری باتیں اس لئے ہیں کہ وہ اپنا جلوہ دکھا رہا ہے۔ دیکھو کیڑے تک کو کس قدر طاقتیں دیں ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں تو ساری طاقتیں اور قوتیں ہیں۔‘‘

حضور کے لئے خیمہ چونکہ نہر پر لگایا گیا تھا۔نہر کو دیکھ کر اور اس کے اردگرد درختوں کے نظارہ کو دیکھ کر فرمایا کہ ’’بہت اچھی جگہ ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 267 ایڈیشن 2016ء)

ارشادات برائے قادیان

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

اب رہا مکان کے متعلق۔سو یاد رہے کہ دجال کا خروج مشرق میں بتایا گیا ہے۔جس سے ہمارا ملک مراد ہے چنانچہ صاحب حجج الکرامہ نے لکھا ہے کہ فتن دجال کا ظہور ہندوستان میں ہو رہا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ ظہور مسیح اسی جگہ ہو جہاں دجال ہو۔ پھر اس گاؤں کا نام قدعہ قرار دیا ہے جو قادیان

کا مخفف ہے۔ یہ ممکن ہے کہ یمن کے علاقہ میں بھی اس نام کا کوئی گاؤں ہو لیکن یاد رہے کہ یمن حجاز سے مشرق میں نہیں بلکہ جنوب میں ہے۔ آخر اسی پنجاب میں ایک اور قادیان بھی تو لدھیانہ کے قریب ہے۔

اس کے علاوہ خود قضاء وقدر نے اس عاجز کا نام جو رکھوایا ہے تو وہ بھی ایک لطیف اشارہ اس طرف رکھتا ہے۔ کیونکہ غلام احمد قادیانی کے عدد بحساب جمل پورے تیرہ سو (1300) نکلتے ہیں۔ یعنی اس نام کا امام چودھویں صدی کے آغاز پر ہوگا۔ غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اشارہ اسی طرف تھا۔

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 43 ایڈیشن 2016ء)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

فرائض مذہبی اور عبادات کے بجالانے میں سلطنت نے پوری آزادی دے رکھی ہے۔ اور کسی کے مال و جان و آبرو سے کوئی ناحق کا تعرض نہیں۔ برخلاف اس پُرفتن وقت کے کہ ہر ایک شخص کیسا ہی اس کا حساب پاک ہو، اپنی جان و مال پر لرزتا رہتا تھا۔ اب اگر کوئی خود اپنا چلن خراب کر لے اور اپنی بے اندامی اور ارتکاب جرائم سے خود مستوجب عقوبت ٹھہر جائے تو اور بات ہے یا خود ہی سوء اعتقاد اور غفلت کی وجہ سے عبادت میں کوتاہی کرے تو جدا امر ہے لیکن گورنمنٹ کی طرف سے ہر طرح کی پوری آزادی ہے۔ اس وقت جس قدر عابد بننا چاہو بنو کوئی روک نہیں۔ گورنمنٹ خود معابد مذہبی کی حرمت کرتی ہے اور ان کی مرمت وغیرہ پر ہزاروں روپے خرچ کر دیتی ہے۔ سکھوں کے زمانہ میں اس کے خلاف یہ حال تھا کہ مسجدوں میں بھنگ گھٹتی تھی اور گھوڑے بندھتے تھے۔ جس کا نمونہ خود یہاں قادیان میں موجود ہے اور پنجاب کے بڑے بڑے شہروں میں اس کے نمونے ملیں گے۔ لاہور میں آج تک کئی ایک مسجدیں سکھوں کے قبضہ میں ہیں۔ آج اس کے مقابل میں گورنمنٹ انگلشیہ ان بزرگ مکانوں کی ہر قسم کی واجب عزت کرتی ہے اور مذہبی مکانات کی تکریم اپنے فرائض میں سے سمجھتی ہے جیسا کہ انہی دنوں حضور وائسرائے لارڈ کرزن صاحب بہادر بالقانہ نے دہلی کی جامع مسجد میں جوتا پہن کر جانے کی مخالفت اپنے عملی حالت سے ثابت کر دی اور قابل اقتداء نمونہ بادشاہانہ اخلاق فاضلہ کا دیا اور ان کی ان تقریروں سے جو وقتاً فوقتاً انھوں نے مختلف موقعوں پر کی ہیں، صاف معلوم ہوگیا ہے کہ وہ مذہبی مکانات کی کیسی عزت کرتے ہیں۔

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 430-431 ایڈیشن 2016ء)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

خود ہمارے اس گاؤں میں جہاں ہماری مسجد ہے۔ کارداروں کی جگہ تھی۔ ہمارے بچپن کا زمانہ تھا، لیکن میں نے معتبر آدمیوں سے سنا ہے کہ جب انگریزی دخل ہوگیا تو چند روز تک وہی قانون رہا۔ ایک کاردار آیا ہوا تھا اس کے پاس ایک مسلمان سپاہی تھا۔ وہ مسجد میں آیا اور مؤذن کو کہا کہ بانگ دے۔ اس نے وہی گنگنا کر اذان دی۔ سپاہی نے کہا کہ کیا تم اسی طرح پر بانگ دیتے ہو؟ مؤذن نے کہا ہاں! اسی طرح دیتے ہیں۔ سپاہی نے کہا کہ نہیں کوٹھے پر چڑھ کر اونچی آواز سے اذان دے اور جس قدر زور سے ممکن ہے وہ دے۔ وہ ڈرا، آخر اس نے زور سے بانگ دی۔ تمام ہندو اکٹھے ہوگئے اور مُلّاں کو پکڑ لیا۔ وہ بے چارہ بہت ڈرا اور گھبرایا کہ کاردار مجھے پھانسی دے دے گا۔ سپاہی نے کہا کہ میں تیرے ساتھ ہوں۔ آخر سنگدل چھری مار برہمن اس کو پکڑ کر کاردار کے پاس لے گئے اور کہا کہ مہاراج! اس نے ہم کو بھرشٹ کر دیا۔ کاردار تو جانتا تھا کہ سلطنت تبدیل ہوگئی ہے اور اب وہ سکھا شاہی نہیں رہی، مگر ذرا دبی زبان سے پوچھا کہ تو نے اونچی آواز سے کیوں بانگ دی؟ سپاہی نے آگے بڑھ کر کہا کہ اس نے نہیں میں نے بانگ دی۔ کاردار نے کہا کہ کم بختو! کیوں شور ڈالتے ہو۔ لاہور میں تو اب کھلے طور سے گائے ذبح ہوتی ہے۔ تم ایک اذان کو روتے ہو۔ جاؤ چپکے ہو کر بیٹھ رہو۔ الغرض یہ واقعی اور سچی بات ہے جو ہمارے دل سے نکلتی ہے۔ جس قوم نے ہم کو تحت الثریٰ سے نکالا ہے۔ اس کا احسان ہم نہ مانیں یہ کس قدر ناشکری اور نمک حرامی ہے۔

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 432-433 ایڈیشن 2016ء)

ایک معزز افسر جو کسی تقریب پر اگلے دن قادیان تشریف لائے تو حضرت اقدس امامنا مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان نے بھی ان کی دعوت کی جب کہ سب مہمان کھانے کے واسطے جمع ہوئے تو دسترخوان کے بچھائے جانے سے پہلے حضرت اقدس نے اس مہمان کو اور دوسرے احباب کو مخاطب کر کے فرمایا۔

جب بھی آپ اس جگہ قادیان میں تشریف لاویں، بے تکلف ہمارے گھر میں تشریف لایا کریں۔ ہمارے ہاں مطلقاً تکلف نہیں ہے۔ ہمارا سب کاروبار دینی ہے۔ اور دنیا اور اس کے تعلقات اور تکلفات سے بالکل ہم جدا ہیں۔ گویا ہم دنیاداری کے لحاظ سے مثل مردہ کے ہیں۔ ہم محض دین کے ہیں اور ہمارا سب کارخانہ دینی ہے۔ جیسا کہ اسلام میں ہمیشہ بزرگوں اور اماموں کا ہوتا آیا ہے۔ اور ہمارا کوئی نیا طریق نہیں بلکہ لوگوں کے اس اعتقادی طریق کو جو کہ ہر طرح سے ان کے لئے خطرناک ہے دور کرنا اور ان کے دلوں سے نکالنا ہمارا اصل منشاء اور مقصود ہے مثلاً بعض نادان یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ غیر قوموں کے لوگوں کی چیزیں چرا لینا جائز ہے اور کافروں کا مال ہمارے لئے حلال ہے اور پھر اپنی ان نفسانی خواہشوں کی خاطر اس کے مطابق حدیثیں بھی گھڑ رکھی ہیں۔ پھر وہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ جو دوبارہ دنیا میں آنے والے ہیں تو ان کا کام لاٹھی مارنا اور خونریزیاں کرنا ہے؛ حالانکہ جبر سے کوئی دین دین نہیں ہوسکتا۔ غرض اسی قسم کے خوفناک عقیدے اور غلط خیالات ان لوگوں کے دلوں میں پڑے ہوئے ہیں جن کو دور کرنے کے واسطے اور پر امن عقائد ان کی جگہ قائم کرنے کے واسطے ہمارا سلسلہ ہے۔ جیسا کہ ہمیشہ سے ہوتا رہا ہے کہ مصلحوں کی اور اولیاء اللہ کی اور نیک باتیں سکھانے والوں کی دنیادار مخالفت کرتے ہیں۔ ایسا ہی ہمارے ساتھ بھی ہوا ہے اور مخالفوں نے غلط خبریں محض افترا اور جھوٹ کے ساتھ ہمارے برخلاف مشہور کیں یہاں تک کہ ہم کو ضرر پہنچانے کے واسطے گورنمنٹ تک غلط رپورٹیں کیں کہ یہ مفسد آدمی ہیں اور بغاوت کے ارادے رکھتے ہیں اور ضرور تھا کہ یہ لوگ ایسا کرتے کیونکہ نادانوں نے اپنے خیرخواہوں یعنی انبیاء اور ان کے وارثین کے ساتھ ہمیشہ اور ہر زمانہ میں ایسا ہی سلوک کیا ہے، مگر خدا تعالیٰ نے انسان میں ایک زیرکی رکھی ہے اور گورنمنٹ کے کارکن ان لوگوں کو خوب جانتے ہیں۔

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 283-284 ایڈیشن 2016ء)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

میری غرض اس سے یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے ان کے دعووں کی حقیقت کھول دی اور بے جا شیخی کا بھانڈا پھوڑ کر دکھایا۔ جو دعویٰ کیا اسی دعوے میں پست ہوئے۔ معلوم ہوا کہ دعویٰ نہیں کرنا چاہیے۔ ہمارے والد صاحب مرحوم بھی مشہور طبیب تھے۔ اور پچاس برس کا تجربہ تھا۔ وہ کہا کرتے تھے کہ حکمی نسخہ کوئی نہیں۔ حقیقت یہی ہے۔ تصرف اللہ کا خانہ خالی رہتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی طرف توجہ کرنے والا سعادت مند ہے۔ مصیبت میں شیخی میں نہ آوے۔ غیر اللہ پر بھروسہ نہ کرے۔ یک دفعہ ہی خفیف عوارض شدید ہونے لگتے ہیں۔ کبھی قلب کا علاج کرتے کرتے دماغ پر آفت آجاتی ہے کبھی سردی کے پہلو پر علاج کرتے کرتے گرمی کا زور چڑھ جاتا ہے۔ کون اس کو طے کر سکتا ہے۔ خدا پر بھروسہ کرنا چاہیے۔ ان حشرات الارض اور سمیات کو کوئی کب گن سکتا ہے۔ بیماریوں کو بھی نہیں گن سکتے۔ لکھا ہے۔ کہ آنکھ ہی کی تین ہزار بیماریاں ہیں۔ بعض بیماریاں ایسی ہوتی ہیں کہ وہ ایسے طور پر غلبہ کرتی ہیں کہ ڈاکٹر نسخہ نہیں لکھ چکتا جو بیمار کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ ہی کی پناہ میں آنا چاہیے آج کل دیکھا جاتا ہے کہ لوگوں کو خدا سے سخت غفلت اور استغنا ہے۔ قبریں کھودی جارہی ہیں۔ فرشتے ہلاکت کے مواد تیار کر رہے ہیں اور لوگ کاٹے جاتے ہیں۔ اس پر بھی نادان دھیان نہیں کرتے۔ وبا قادیان سے 35 کوس کے فاصلہ پر ہے۔ گو شدت حرارت کی وجہ سے کم ہوتی جاتی ہے مگر کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ شدت حرارت میں کم ہوگئی تو آئندہ سال نہ آئے گی مجھے چند مرتبہ بذریعہ الہام اور رؤیا سے معلوم ہوا ہے کہ وباء ملک میں پھیلے گی اور میں اس کو پیشتر شائع کر چکا ہوں کہ سیاہ رنگ کے پودے لگائے جارہے ہیں۔ لگانے والوں سے پوچھا۔ تو انہوں نے طاعون کے درخت بتلائے۔ یہ بڑی خطرناک بات ہے۔

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 232-233 ایڈیشن 2016ء)

ایک مرتبہ کسی دوست نے عرض کی کہ وہ تجارت کے لئے قادیان آنا چاہتا ہے۔ اس پر حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا:

یہ نیت ہی فاسد ہے۔ اس سے توبہ کرنی چاہیے۔ یہاں تو دین کے واسطے آنا چاہیے اور اصلاح عاقبت کے خیال سے یہاں رہنا چاہیے۔ نیت تو یہی ہو اور اگر پھر اس کے ساتھ کوئی تجارت وغیرہ یہاں رہنے کی اغراض کو پورا کرنے کے لئے ہو تو حرج نہیں ہے۔ اصل مقصد دین ہو نہ دنیا۔ تجارتوں کے لئے اور شہر موزوں نہیں۔ یہاں آنے کی اصلی غرض کبھی دین کے سوا اور نہ ہو۔ پھر جو کچھ حاصل ہو جاوے وہ خدا کا فضل سمجھو۔

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 415 ایڈیشن 2016ء)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

غرض یہ حقوق العباد پر انجیل کی تعلیم کا اثر ہے۔ اب میں یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں کہ دیانند نے جو وید کا خلاصہ ان دونوں اصولوں کے رو سے پیش کیا ہے وہ کیا ہے؟ حق اللہ کے متعلق تو اس نے یہ ظلم کیا ہے کہ مان لیا ہے کہ خدا کسی چیز کا بھی خالق نہیں ہے۔ بلکہ یہ ذرات اور ارواح خود بخود ہی اس کی طرح ہے۔ وہ صرف اُن کا جوڑنے جاڑنے والا ہے۔ جس کو عربی زبان میں مؤلف کہتے ہیں، اب اس سے بڑھ کر حق اللہ کا اتلاف اور کیا ہوگا کہ اس کی ساری صفات ہی کو اڑا دیا اور عظیم الشان صفت خالقیت کا زور سے انکار کیا گیا۔ جبکہ وہ جوڑنے جاڑنے والا ہی ہے تو پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ اگر یہ تسلیم کر لیا جاوے کہ وہ ایک وقت مر بھی جاوے گا تو اس سے مخلوق پر کیسا اثر پڑ سکتا ہے۔ کیونکہ جب اس نے اسے پیدا ہی نہیں کیا، تو وہ اپنے وجود کے بقا اور قیام میں قائم بالذات ہیں اس کی ضرورت ہی کیا ہے؟ جوڑنے جاڑنے سے اس کا کوئی حق اور قدرت ثابت نہیں ہوتی۔ جبکہ اجسام اور روحوں میں مختلف قوتیں اتصال اور انفصال کی بھی موجود ہیں۔ روح میں بڑی بڑی قوتیں ہیں۔ جیسے کشف کی قوت۔ انسانی روح جیسی یہ قوت دکھا سکتا ہے اور کسی کا روح نہیں دکھا سکتا۔ مثلاً گائے یا بیل کا۔ اور افسوس ہے کہ آریہ ان ارواح کو بھی معہ اُن کی قوتوں اور خواص کے خدا کی مخلوق نہیں سمجھتا۔ اب سوال یہ ہوتا ہے کہ جب یہ اشیاء اجسام اور ارواح خود بخود قائم بالذات ہیں اور ان میں اتصال اور انفصال کی قوتیں بھی موجود ہیں تو وجود باری پر اُن کے وجود سے کیا دلیل لی جا سکتی ہے۔ کیونکہ جب میں یہ کہتا ہوں کہ یہ لوٹا ایک قدم چل سکتا ہے۔ دوسرے قدم پر اس کے نہ چلنے کی کیا وجہ؟

وجود باری پر دو ہی قسم کے دلائل ہو سکتے ہیں۔ اول تو مصنوع کو دیکھ کر صانع کے وجود کی طرف ہم انتقال ذہن کا کرتے ہیں۔ وہ تو یہاں مفقود ہے کیونکہ اس نے کچھ پیدا ہی نہیں کیا۔ کچھ پیدا کیا ہو تو اس سے وجود خالق پر دلیل پیدا کریں اور یا دوسری صورت خوارق اور معجزات کی ہوتی ہے۔ اس سے وجود باری پر زبردست دلائل قائم ہوتے ہیں مگر اس کے لیے دیانند اور سب آریوں نے اعتراف کیا ہے کہ وید میں کسی پیشگوئی یا خارق عادت امر کا ذکر نہیں اور معجزہ کوئی چیز ہی نہیں ہے اب بتاؤ کونسی صورت خدا کی ہستی پر دلیل قائم کرنے کی ان کے عقیدہ کے رو سے رہی اور پھر ان کا ایسا خدا ہے کہ کوئی ساری عمر کتنی ہی محنت و مشقت سے اس کی عبادت کرے، مگر اس کو ابدی نجات ملے گی ہی نہیں۔ ہمیشہ جونوں کے چکر میں اسے چلنا ہوگا کبھی کیڑا مکوڑا اور کبھی کچھ کبھی کچھ بننا ہوگا۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 454-455 ایڈیشن 2016ء)

(جاری ہے)

ذیشان محمود۔ مبلغ سلسلہ سیرالیون

خلفاء کی تحریکات

تفسیر حضرت مسیح موعودؑ پڑھنے کی تحریکات

قسط 8

گزشتہ اقساط میں تلاوتِ قرآن کریم اور اس پر تدبر سے متعلق تحریکات کا ذکر ہوا تھا۔ ذیل میں حضرت مسیح موعودؑ کی بیان فرمودہ تفسیر نکات اور حضرت مصلح موعودؓ کی تحریر فرمودہ تفسیر کبیر کے مطالعہ کے متعلق اقتباسات پیشِ خدمت ہیں۔

تفسیر حضرت مسیح موعودؑ کے مطالعہ کی تحریک

حضرت مسیح موعودؑ کی تفسیر کتابی شکل میں یکجا نہیں تھی اس لئے 1969ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے اپنی براہ راست نگرانی میں حضرت مسیح موعودؑ کی کتب، ملفوظات، مکتوبات اور اشتہارات وغیرہ میں بیان فرمودہ تفسیری نکات اور آپ کے ارشادات کو قرآن مجید کی ترتیب کے مطابق یکجا کروا کر شائع کرنے کا انتظام فرمایا۔ چنانچہ آپؒ کی زندگی میں سورۃ فاتحہ سے لے کر سورۃ کہف تک یعنی 15 پاروں سے زائد کی تفسیر پانچ جلدوں میں نہایت اعلیٰ درجہ کے کاغذ پر شائع ہوئی اور اب سارے قرآن کی تفسیر شدہ آیات کتابی شکل میں شائع ہو چکی ہیں۔

تفسیر مسیح موعود کی پہلی جلد جو تفسیر سورۃ فاتحہ پر مشتمل تھی جون 1969ء میں شائع ہوئی۔ حضور نے احباب کو اس سے مستفیض ہونے کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا:

میں سمجھتا ہوں کہ ہر احمدی کو غور کے ساتھ اس پہلی جلد کو پڑھ لینا چاہئے اور اس نیت سے پڑھنا چاہئے کہ قرآن کریم سارے کا سارا اس اجمال کی تفصیل ہے۔ اگر کسی شخص کی عقل اور سمجھ اور اس کی محبت ان علوم پر حاوی ہو جائے جو سورۃ فاتحہ میں بیان ہوئے ہیں تو قرآن کریم کے بہت سے مطالب اس کے لئے آسان ہو جائیں گے...اسے بار بار پڑھیں جو شخص چار پانچ دفعہ اس کو غور سے پڑھ جائے اس کے لئے مضمون سمجھنا آسان ہو جائے گا۔

(خطبات ناصر جلد 2 صفحہ 693)

تفسیر حضرت مسیح موعودؑ بھی پڑھنی ضروری ہے

حضور نے مجلس مشاورت 1980ء میں فرمایا:

''آئندہ دس برس کے اندر ہر احمدی قرآن کریم کی تعلیم اپنی عمر کے مطابق سیکھے۔ یہ کام خدام الاحمدیہ، انصار اللہ، لجنہ اماء اللہ کے ذمہ ہے۔ خدام نے کام شروع کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو احسن انجام تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔ لجنہ کی رپورٹ آ چکی ہے۔ کراچی میں مَیں نے 7 مارچ کے خطبہ جمعہ میں یہ اعلان کیا تھا کہ پہلے مرحلہ میں ہر احمدی گھرانے میں ایک تفسیر صغیر کا ہونا ضروری ہے۔ دوسرے حضرت مسیح موعودؑ کی بیان فرمودہ تفسیر قرآن بھی پڑھنی ضروری ہے۔ سورۃ کہف تک پانچ جلدوں میں چھپ چکی ہے۔ میں نے اس سلسلہ میں انصار اللہ اور لجنہ اماء اللہ کو یہ ہدایت دی تھی کہ وہ ان کے خریدنے کے لئے اپنی اپنی کلب بنائیں اور جماعت ایک کمیٹی بنائے جو ان ہر سہ تنظیموں میں Co-ordination پیدا کرے اور یہ دیکھے کہ ایک کتاب ایک گھر میں چار راستوں سے داخل نہ ہو۔ خدام الاحمدیہ کی تنظیم اگر اپنے خادم کو دے تو پھر لجنہ کو یا انصار کو یا جماعتی لحاظ سے اس گھر میں اس کتاب کو پہنچانے کی اس مرحلہ میں ضرورت نہیں۔ یہ جو سکیم میں نے کراچی سے شروع کی تھی۔ آج اس میں وسعت پیدا کر رہا ہوں اور اس سے ساری جماعت کے لئے دینی تعلیم سکھانے کی بنیاد بنا رہا ہوں۔ یہ سکیم اس سال مکمل ہو جانی چاہئے۔''

(الفضل 18/اکتوبر 1980ء صفحہ 1)

حضرت مسیح موعودؑ کی تفسیر پڑھیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے احباب جماعت کو قرآن کریم کی تلاوت اور اس کا ترجمہ کے ساتھ ساتھ تفسیر پڑھنے کی نصیحت کرتے ہوئے خطبہ جمعہ 24 ستمبر 2004ء میں فرمایا کہ:

''ہر احمدی کو اس بات کی فکر کرنی چاہئے کہ وہ خود بھی اور اس کے بیوی بچے بھی قرآن کریم پڑھنے اور اس کی تلاوت کرنے کی طرف توجہ دیں۔ پھر ترجمہ پڑھیں پھر حضرت مسیح موعودؑ کی تفسیر پڑھیں۔ یہ تفسیر بھی تفسیر کی صورت میں تو نہیں لیکن بہرحال ایک کام ہوا ہوا ہے کہ مختلف کتب اور خطابات سے، ملفوظات سے حوالے اکٹھے کر کے ایک جگہ کر دیئے گئے ہیں اور یہ بہت بڑا علم کا خزانہ ہے۔ اگر ہم قرآن کریم کو اس طرح نہیں پڑھتے تو فکر کرنی چاہیے اور ہر ایک کو اپنے بارے میں سوچنا چاہیے کہ کیا وہ احمدی کہلانے کے بعد ان باتوں پر عمل نہ کر کے احمدیت سے دور تو نہیں جا رہا...''

(روزنامہ الفضل 7 دسمبر 2004ء)

طلباء جامعہ تَفَقُّہ فِی الدِّیْن کریں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں کہ

''ہمیشہ یہ یاد رکھیں، طلباء جو یہاں بیٹھے ہوئے ہیں کہ حضرت مسیح موعود نے فرمایا ہے کہ تَفَقُّہ فِی الدِّیْن یہ ہے کہ تم دین کے علم پر غور کرو، قرآن کریم پر غور کرو، صرف پڑھ لینا اور طوطے کی طرح رٹ لینا اور آگے بیان کر دینا کچھ چیز نہیں ہے۔ تَفَقُّہ فِی الدِّیْن یہ ہے کہ جو بھی قرآن کریم کی تعلیم ہے، جو بھی آیات ہیں اور ہر آیت کے ہر لفظ کی گہرائی میں جا کر اترو اور اس کے معانی تلاش کرو اور اپنے دینی علم کو بڑھاؤ۔ اس لئے پہلی بات تو یہ یاد رکھیں کہ جامعہ میں رہتے ہوئے آپ نے پوری توجہ اپنی تعلیم کی طرف دینی ہے۔ جو بھی علم آپ کو پڑھایا جائے اس کو سمجھنا ہے اور اس لئے سمجھنا ہے کہ ہم نے اس کو اپنی زندگیوں میں بھی لاگو کرنا ہے اور اس کو آگے پھیلانا بھی ہے۔ صرف امتحان پاس کرنے کے لئے نہیں سمجھنا کہ رٹا مار کے امتحان دے دیا اور ختم ہو گیا قصہ۔ اس لئے شروع سے ہی قرآن کریم پر غور کرنے کی عادت ڈالیں، ترجمہ سیکھیں، تفسیر پڑھیں، حضرت مصلح موعودؓ کی تفسیر بڑی گہری اور وسیع تفسیر ہے اس کو پڑھیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کی جو مختلف آیات کی تفسیر ہے، وضاحتیں ہیں، تشریحات ہیں ان کو پڑھیں جو اردو پڑھ سکتے ہیں اور جو نہیں پڑھ سکتے وہ ایک وقت نکالیں، اپنے ساتھیوں سے سنیں، کچھ کا انگلش میں ترجمہ ہو چکا ہے جن کو انگلش پڑھنی آتی ہے وہ اس میں پڑھیں۔ کچھ شاید جرمن زبان میں بھی مختلف اقتباسات ہوں ان کو پڑھیں، تو بہرحال پہلے دن سے آپ کی توجہ قرآن کریم کی تعلیم پر ہونی چاہئے۔ آجکل کیونکہ میں ذاتی طور پر تمام جامعات کے نتائج اور طلباء اور ان کی جو باقی Activities ہیں ان کو دیکھ رہا ہوں۔ تو جو بات سامنے آ رہی ہے۔ اکثر لڑکے ابتدائی کلاسوں میں بھی ترجمہ قرآن میں پاس نہیں ہو رہے یا اتنے نمبر نہیں لیتے جتنے Required نمبر ہوتے ہیں پاس ہونے کے لئے۔ اس لئے ترجمے کی طرف آپ لوگ پہلے دن سے خاص طور پر توجہ دیں کیونکہ اس کے بغیر تو آپ آگے چل ہی نہیں سکتے۔ قرآن کریم کے بغیر اور پھر جب یہ علم حاصل کر لیں پھر اس میں جو ترجمہ آپ کو آئے اور اس میں پکے ہو جائیں تو پھر اس کی تفسیر دیکھیں۔ پھر خود غور کریں کہ کیا کیا معنی اس کے نکل سکتے ہیں تو جب تک یہ غور کرنے کی عادت نہیں پیدا ہوگی نہ آپ کو ترجمہ صحیح طرح آ سکے گا نہ اس کی تفسیر کر سکتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا:

قرآن کریم میں جن کا ذکر ہے تَفَقُّہ فِی الدِّیْن کے لئے اپنے آپ کو پیش کرتے ہیں تا کہ آگے دین کو پھیلائیں آپ نے پیش کیا ہے یہ سمجھتے ہوئے کہ آپ میں وہ صلاحیت ہے کہ آپ دین کا علم سیکھ سکتے ہیں کیونکہ جو اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ تمہارے گروہ میں سے، ہر قبیلے میں سے کچھ لوگ پیش کریں تو اللہ تعالیٰ کو یہ علم ہے اور تھا کہ ہر شخص اس گہرائی سے دینی علم حاصل نہیں کر سکتا اس لئے کچھ لوگ آئیں، دینی علم حاصل کریں ایک تو ذہنی صلاحیتیں وہ نہیں ہوتیں، دوسرے حالات وہ نہیں ہوتے ہر ایک کے تو آپ لوگوں کو جن میں سے بہت سارے واقفین نو ہیں۔ آپ کے ماں باپ نے دین کی خدمت کے لئے پیش کیا۔ آپ نے اپنی بلوغت کی عمر کو پہنچ کر اس کی توثیق اور تصدیق کر دی کہ ہم اپنے آپ کو ان شاء اللہ تعالیٰ دین کی خدمت کے لئے پیش کریں گے اور کرتے ہیں۔ تو اس لحاظ سے اب آپ کی ذمہ داری ہے کہ اس علم کو سیکھیں اور باقی تمام ترجیحات اور توجہات سے نظر پھیر لیں اور صرف اور صرف اپنی Concentration اور توجہ اگر ہو تو جامعہ کی تعلیم کی طرف، دین کے علم کی طرف، قرآن کریم پڑھنے کی طرف، حضرت مسیح موعود کی کتب پڑھنے کی طرف، اس کے علاوہ کوئی آپ کا اور مقصد پیش نظر نہیں ہونا چاہئے۔ اس چیز کو ہمیشہ یاد رکھیں۔''

(خطاب بر موقع افتتاح جامعہ احمدیہ جرمنی 20/اگست 2008ء بحوالہ روزنامہ الفضل 4/ستمبر 2008ء)

طیبہ طاہرہ

احمدی ڈاکٹر کی شان

خاکسار گزشتہ سال مارچ 2020ء میں ڈائریا کے مرض میں مبتلا ہوگئی۔ ان دنوں صورتحال ایسی عجیب تھی کہ ان دنوں کورونا وائرس عروج پر تھا اور لاک ڈاؤن کا زمانہ چل رہا تھا۔ احتیاطی پہلو کی وجہ سے ہم اپنے گھر میں کسی کیئر ٹیکر کو بلا بھی نہیں سکتے تھے اس لیے گھبراہٹ، بے چینی اور ٹینشن بڑھتی جارہی تھی۔ اسی دوران رمضان کا مبارک مہینہ شروع ہوگیا۔ میں حضور انور کی خدمت اقدس میں مسلسل دعائیہ خطوط لکھ رہی تھی اور صدقات کا سلسلہ بھی جاری تھا۔ لیکن ڈائریا کنٹرول نہیں ہورہا تھا اپریل میں ڈاکٹر فیصل راجا صاحب سے رابطہ کیا گیا تو انہوں نے خون وغیرہ کے کچھ ٹیسٹ کروانے کا مشورہ دیا۔ ٹیسٹ کی رپورٹس آئیں توصرف خون کی کمی اور انفیکشن تھا۔ پھر ڈاکٹری ہدایت کے مطابق اینٹی بائیوٹیکس کا پورا کورس کیا گیا۔ 3 مئی کو ٹیسٹ ہوئے اور 10 مئی تک کورس مکمل کیا گیا لیکن بخار ختم ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا۔ پیٹ خراب اور بخار کے علاوہ اور کوئی علامت نہیں تھی۔ اس لیے محترمہ آپا جان سیدہ طاہر صدیقہ ناصر صاحبہ کی مسلسل توجہ اور مشورے پر عمل ہوتا رہا لیکن بخار کم نہ ہوا۔ آپا جان کے مشورے سے دریا کی مٹی والے نسخہ پر بھی عمل کیا گیا جس سے بخار کافی حد تک کم ہوگیا اور 99 پوائنٹ پر آ گیا۔ اب ڈاکٹرز نے صرف پیناڈول ٹیبلٹ کھانے کے لئے دی اور 4 دن بعد بلڈ کلچر کروانے کا مشورہ دیا۔ بلڈ کلچر کروایا گیا۔ اس کی رپورٹ آئی تو صرف پیشاب میں انفیکشن تھا باقی سب رپورٹ ٹھیک تھی چنانچہ 21 مئی سے 30 مئی تک انفیکشن کا کورس مکمل کیا گیا لیکن 2 جون سے دوبارہ بخار شروع ہوگیا جس میں گھبراہٹ ہوتی تھی اور دل کی دھڑکن تیز ہوجاتی تھی۔ اس صورتحال میں سب سے زیادہ تکلیف دہ بات یہ تھی کہ کورونا وبا کے ڈر سے لوگ خیریت معلوم کرنے کے لئے بھی نہیں آسکتے تھے۔ اس طرح کے ماحول سے مجھے ڈپریشن ہونے لگا لیکن اللہ کا شکر ہے کہ اس نے ہمت دی۔ ہم ڈاکٹرز سے فون پر مشورہ لیتے اور پھر جو علاج وہ تجویز کرتے اس کے مطابق عمل کرتے۔ 10 جون سے بخار تو ختم ہوگیا لیکن معدے کی تکلیف شروع ہوگئی۔ کھانا پینا ختم ہوگیا اور خوراک صرف چند نوالوں تک محدود ہوگئی جہاں تک نیند کا تعلق تھا وہ چوبیس گھنٹے میں صرف 4 گھنٹے کے لئے آتی تھی اور وہ بھی نیند کی گولی لیتی تھی۔ سٹریس اور ڈپریشن بڑھتا جارہا تھا۔ جس کا ہومیو علاج جاری تھا اسی اثنا میں ایک دن میرے معدے میں اتنی تکلیف بڑھی کہ خاکسار نے خدا کے حضور گریہ زاری شروع کر دی۔ میرے میاں بھی پریشانی کے عالم میں کھڑے تھے۔ اچانک ان کو خیال آیا کہ مکرم ڈاکٹر شیخ محمد محمود (ماہر امراض معدہ وجگر) سے رابطہ کیا جائے۔ ان کے نمبر پر فون کیا تو نمبر مصروف تھا جس کی وجہ سے بات نہ ہوسکی۔ لیکن ہم اس وقت حیران رہ گئے جب 10 منٹ بعد ڈاکٹر صاحب نے خود میرے خاوند کو کال کی اور پوچھا کہ آپ کا فون آیا تھا خیریت تھی کیا مسئلہ ہے۔ خاوند نے تمام صورتحال بتائی اور پھر میری ڈاکٹر صاحب سے بات کروائی۔ ڈاکٹر صاحب نے ساری تفصیل پوچھی۔ چند سال پہلے بھی خاکسار معدے کی تکلیف کی وجہ سے ڈاکٹر صاحب کے زیر علاج رہی پھر تین سال تک ان سے رابطہ نہ رہا۔ میں سمجھتی ہوں کہ ڈاکٹرز کی مصروفیات اتنی ہوتی ہیں کہ ہر مریض کو یاد رکھنا مشکل ہوجاتا ہے۔ اور ہر فون کال پر بات کرنے کا وقت بھی نہیں ہوتا۔ لیکن خدا کے فضل سے یہ صرف احمدی ڈاکٹر کی شان ہے کہ انہوں نے نہ صرف مجھے خود کال کر کے مرض کی پوری تفصیل پوچھی اور پھر میڈیسن تجویز کرنے کا وعدہ بھی کیا۔ چند منٹ بعد ان کی طرف سے میسیج آ گیا جس میں میڈیسن تجویز کی گئی تھی۔ میں اپنی بیماری بھول گئی اور اُس خدائے رؤف ورحیم کا شکر ادا کیا کہ وہ ہمارے علاج اور صحت وسلامتی کے لیے کیسی کیسی راہیں کھولتا ہے جن کے متعلق ہم تصور بھی نہیں کرسکتے۔ ایک دفعہ پھر میرا اپنے حی وقیوم اور شافی مطلق خدا پر ایمان تازہ ہوگیا جو ہمارے لئے اپنی رحمت کے جلوے دکھاتا رہتا ہے۔ یہ ایک فطری عمل ہے کہ انسان ذہنی اور جسمانی طور پر تھکتا ہے لیکن اللہ کے فضل سے ہمارے احمدی ڈاکٹرز جہاں جہاں بھی ہیں خدمت انسانیت کے جذبے سے سرشار ہو کر کام کر رہے ہیں اور خدمت کا ایک یہ رنگ بھی ہے کہ ڈاکٹر اپنے مریض کی بات توجہ سے سن لے۔ کہتے ہیں کہ اگر ڈاکٹر اپنے مریض کی بات ہی توجہ سے سن لے تو مریض کی آدھی بیماری اُسی وقت ختم ہوجاتی

ہے۔ اور ہمارے ڈاکٹرز تو اپنے مریضوں کے لیے دعا بھی کرتے ہیں اور پھر انہیں دست شفاء عطا کیا جاتا ہے۔ میں نے سوچا کہ میں ٹھیک ہوکر تحدیث نعمت کے طور پر ان نافع الناس بزرگوں کا ذکر کروں گی۔ سب سے پہلے آپا جان ہیں جنہوں نے میری بیماری میں ہر طرح سے میرا خیال رکھا اور رمضان میں ہمارے گھر کھانا بھی بھجوایا تا کہ افطاری میں کوئی مشکل پیش نہ آئے میں انکے ہومیو پیتھک کلینک میں ایک معاونہ کے طور پر خدمت کررہی ہوں۔ پھر اپنی کلینک ٹیم کی بھی شکر گزار ہوں جنہوں نے اس لاک ڈاؤن میں ہماری خدمت کی۔ اس کے علاوہ میرے بہن بھائیوں اور سسرال والوں نے بھی ہر طرح سے مدد کی۔ محترم ڈاکٹر فیصل راجا تو چوبیس گھنٹے فون پر دستیاب ہوتے تھے۔ پھر ڈاکٹر عبدالوحید صاحب ہیں جنہوں نے اپنے قیمتی مشوروں سے نوازا۔ جب مسلسل جاگنے اور معدے کی خرابی کی وجہ سے مجھے ڈپریشن ہوگیا تو اس کا اثر زائل کرنے کے لئے مکرم ڈاکٹر محمد احمد اشرف صاحب نے بھرپور تعاون فرمایا اور آپ نے بہت سا قیمتی وقت نکال کر سارا کیس ڈسکس کیا اور میری رہنمائی فرمائی اور سب سے بڑھ کر میرے پیارے امام کی دعائیں میرے ساتھ تھیں جن کی قبولیت کا نشان میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور خداتعالیٰ نے معجزانہ شفاء عطا فرمائی اور محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور خلیفۂ وقت کی دعاؤں سے مجھے حوصلہ ملا اور دوبارہ ہمت پیدا ہوئی۔ میں چونکہ اس بیماری اور تنہائی کی کیفیت سے گزرچکی ہوں اور جانتی ہوں کہ اس کیفیت میں انسان کو کیا دُکھ اُٹھانا پڑتا ہے اس لیے میں پنے مولیٰ سے یہی دعا کرتی ہوں کہ وہ ہمیشہ سب کو اپنی حفظ وامان میں رکھے اور جو بیمار ہیں یا کسی تکلیف میں مبتلا ہیں ان کو محض اپنے فضل سے جلد شفائے کامل عطا فرمائے۔ آمین

؎ شفاء دے شفاء دے شفاؤں کے مالک
میرے سارے پیاروں کو کامل شفاء دے

بقیہ: فرمان خلیفۂ وقت...... از صفحہ 1

بقیہ: فرمان خلیفۂ وقت...... از صفحہ 1

نہیں کرسکتا بجز ان لوگوں کے جو اس چشمہ سے سیراب ہوں۔''

(ملفوظات جلد اول صفحہ 342۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس جو ہمیں ختم نبوت کا منکر سمجھتے ہیں وہ خود اندھے ہیں اور ان کے دل کھوکھلے ہیں۔ سوائے نعرہ بازی اور فتنہ وفساد کے اور توڑ پھوڑ کے ان کے پاس اور ہے ہی کیا۔ کیا اسلام کا جو پیغام اس وقت جماعت احمدیہ دنیا میں پھیلا رہی ہے وہ اس بات کی کافی دلیل نہیں ہے کہ حضرت خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی امت کے لئے مانگی گئی دعاؤں سے مسیح موعود کی جماعت ہی حصہ لے رہی ہے۔

پھر ختم نبوت کی حقیقت بیان فرماتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام بیان فرماتے ہیں کہ:

''ہمیں اللہ تعالیٰ نے وہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) دیا جو خاتم المومنینؐ، خاتم العارفینؐ اور خاتم النبیینؐ ہے۔ اور اسی طرح پر وہ کتاب اُس پر نازل کی جو جامع الکتب اور خاتم الکتب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو خاتم النبیین ہیں اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر نبوت ختم ہوگئی تو یہ نبوت اس طرح پر ختم نہیں ہوئی جیسے کوئی گلا گھونٹ کر ختم کردے۔ ایسا ختم قابلِ فخر نہیں ہوتا بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہونے سے یہ مراد ہے کہ طبعی طور پر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر کمالات نبوت ختم ہوگئے۔ یعنی وہ تمام کمالات متفرقہ جو آدم سے لے کر مسیح ابن مریم تک نبیوں کو دیئے گئے تھے۔ کسی کو کوئی اور کسی کو کوئی۔ وہ سب کے سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں جمع کر دیئے گئے اور اس طرح پر طبعاً آپ خاتم النبیین ٹھہرے۔ اور ایسا ہی وہ جمیع تعلیمات، وصایا اور معارف جو مختلف کتابوں میں چلے آتے ہیں وہ قرآن شریف پر آ کر ختم ہوگئے اور قرآن شریف خاتم الکتب ٹھہرا۔''

(ملفوظات جلد اول صفحہ 341-342۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

(خطبہ جمعہ 6 دسمبر 2016ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

عدنان اشرف ورک

’’اس کا ہاتھ کاٹا جائیگا‘‘

محمد بخش تھانیدار گوجرانوالہ کا باشندہ تھا اور سلسلہ احمدیہ کا سخت معاند تھا ہر وقت عداوت پر کمر بستہ رہتا۔ یہ شخص 1893ء سے بٹالہ تھانہ میں متعین تھا قادیان بھی چونکہ بٹالہ تھانہ میں آتا تھا اس لئے اسے حضورؑ سے عداوت کرنے کا موقع مل گیا حضرت مسیح موعودؑ پر 1898ء میں حفظ امن کا مقدمہ بھی محمد حسین بٹالوی کے ساتھ مل کر اسی کی رپورٹ پر ہوا تھا اس مقدمہ کی ایک پیشی دھاریوال میں مقرر ہوئی اس موقع پر حضرت مسیح موعودؑ کے ایک صحابی حضرت منشی امام الدین صاحبؓ سابق پٹواری نے حضرت مسیح موعودؑ سے عرض کیا ’’کہ حضورؑ محمد بخش تھانیدار کہتا ہے کہ آگے تو مرزا مقدمات سے بچ کر نکل جاتا رہا ہے اب میرا ہاتھ دیکھے گا حضرت صاحبؑ نے فرمایا: ’’میاں امام الدین! اس کا ہاتھ کاٹا جائیگا‘‘ اس کے بعد میں نے دیکھا کہ اس کے ہاتھ کی ہتھیلی میں سخت درد شروع ہوگئی اور وہ اس درد سے تڑپتا تھا اور آخر اسی نامعلوم بیماری میں وہ دنیا سے گزر گیا۔

(سیرت المہدی جلد اول روایت نمبر 560)

پنڈت لیکھرام جب حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی کے مطابق 6مارچ 1897ء کو نامعلوم طور پر قتل ہوگیا تو قاتل کی تلاش میں 8 اپریل 1897ء کو آپؑ کے گھر کی بھی تلاشی لی گئی اس تلاشی کی ٹیم میں محمد بخش تھانیدار بھی تھا جو کبھی تو خطوں کو مشکوک بنا کر افسر کے سامنے پیش کرتا اور کبھی حضورؑ کے گھر کے ٹرنک کھول کر کپڑوں کی تلاشی لیتا۔ خدا کا ایسا کرنا ہوا کہ محمد بخش تھانیدار کا لڑکا شیخ نیاز محمد انسپکٹر پولیس احمدی ہوگیا اور وہ حضرت مسیح موعودؑ سے ملاقات کیلئے قادیان آئے جب شیخ نیاز محمد صاحب ملاقات کیلئے آئے تو حضرت اماں جانؓ کیلئے کپڑا بطور تحفہ بھی لے کر گئے حضرت مسیح موعودؑ جب وہ کپڑا لیکر گھر گئے تو بہت خوشی سے حضرت اماں جانؓ کو کپڑا دیتے ہوئے فرمایا:

’’کہ محمد بخش تھانیدار جس نے لیکھرام کے قتل کے موقعہ پر ہمارے کپڑوں کی تلاشی کرائی تھی اس کا لڑکا ہمارے واسطے یہ تحفہ لیکر آیا ہے‘‘

(سیرت المہدی جلد اول روایت نمبر 1272)

روایت نمبر 632 میں ہے کہ ’’یہ اسی کے بیٹے نے دیا جس نے تمہارے ٹرنک لیکھرام کی تلاشی کے وقت توڑے تھے‘‘

خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ بات عادت اللہ میں ہے کہ جس طرح کا عمل ہو اللہ تعالیٰ اسی طرح کی جزا سزا یا ردعمل کو پسند کرتا ہے حضرت مسیح موعودؑ کا تحفہ میں آئے کپڑوں کی تلاشی کے وقت کے کپڑوں سے مناسبت دینے میں یہ گمان جاتا ہے کہ محمد بخش تھانیدار نے تلاشی کے وقت کپڑوں کو بے ادبی کے رنگ میں باہر نکال کر چیک کیا ہوگا یا اٹھا اٹھا کر پھینکا ہوگا اور یہ بات قرین قیاس بھی ہے کہ ایک تو پولیس کا محکمہ رویہ اور اوپر سے معاند بھی ہو۔ اسی لئے حضرت مسیح موعودؑ نے خوشی کا اظہار کیا کہ جس نے ہمارے کپڑوں کے ساتھ یہ سلوک کیا آج اسی کا بیٹا ہمارے لئے عزت وتکریم کے ساتھ کپڑے کا تحفہ لیکر آیا ہے وَاللّٰہُ اَعْلَمُ۔

حضرت شیخ نیاز محمد صاحبؓ کے بیٹے اور محمد بخش تھانیدار کے پوتے مکرم لیفٹیننٹ ڈاکٹر غلام احمد صاحب آئی۔ایم۔ایس بیان کرتے ہیں’’ کہ ان کے دادا در اصل ابتداء میں ایسے مخالف نہ تھے مگر بٹالہ آ کر بعض لوگوں کے بہکانے میں آ کر زیادہ مخالف ہوگئے لیکن پھر آخری بیماری میں اپنی مخالفت پر کچھ نادم نظر آتے تھے نیز ڈاکٹر صاحب نے بتایا کہ ان کے دادا کی وفات طاعون سے نہیں ہوئی تھی بلکہ ہاتھ کے کاربنکل سے ہوئی تھی خاکسار (حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے) عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے حقیقۃالوحی میں طاعون سے مرنا بیان کیا ہے سو اگر ڈاکٹر صاحب کی اطلاع درست ہے تو چونکہ ان دنوں میں طاعون کا زور تھا اس لیے ممکن ہے کہ کسی نے ہاتھ کے پھوڑے کی وجہ سے اس بیماری کو طاعون سے تعبیر کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بیان کر دیا ہو وَاللّٰہُ اَعْلَمُ ‘‘

(سیرت المہدی جلد اول روایت نمبر 256)

سیرت حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ صفحہ 470 میں بھی روایت درج ہے جس میں حضرت شیخ نیاز محمد صاحبؓ فرماتے ہیں کہ ’’1907ء کے شروع میں میں نے دارالمسیح کے صحن میں حضورؑ کے دست مبارک پر بیعت کی۔ بیعت کرنے سے پہلے میں نے دست بستہ اور چشم پرآب کے ساتھ حضرت اقدسؑ سے عرض کی کہ حضور للہ اس عاجز کے والد کو معاف فرماویں اور ان کے لئے دعا فرماویں حضورؑ نے از راہ غریب نوازی فرمایا بہت اچھا۔ بیعت کے بعد حضرت اقدسؑ نے بہت دیر تک دعا فرمائی۔ بیعت کرنے کے بعد جب ہم سیڑھیوں سے نیچے اترے تو وہاں خواجہ کمال الدین صاحب کھڑے تھے حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواجہ صاحب کو فرمایا کہ دیکھئے اولاد ہو تو ایسی ہو آج اس لڑکے نے اپنے والد میاں محمد بخش تھانیدار کو حضرت اقدسؑ سے معافی دلائی ہے اور اس کے لیے دعا کرائی ہے‘‘

ایک ضمنی بات بیان کردوں کہ سیرت المہدی حصہ چہارم روایت 1272 میں لکھا ہے کہ کپڑا تحفۃً لیکر جانے کا واقعہ 1900ء کا ہے جو غالباً کتابت کی غلطی ہے کیونکہ تاریخ احمدیت جلد 2 صفحہ 512 اور سیرت حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ صفحہ 471 میں حضرت شیخ نیاز محمدؓ صاحب کی تاریخ بیعت 1907ء درج ہے۔

آج کی دعا

رزق حلال کے حصول کی دعا

اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَأَغْنِنِیْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ

(جامع ترمذی، أَبْوَابُ الدَّعَوَاتِ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ باب ما اصبر من استغفر...حدیث: 3563)

ترجمہ: اے اللہ! ہمارے لئے حلال رزق کافی کردے بجائے حرام رزق کے۔ اور ہمیں اپنے فضل سے اپنے سوا ہر ایک سے بے نیاز کردے۔

یہ سید ومولیٰ، مقدس الانبیاء، خیرالوریٰ، پیارے رسول حضرت محمد ﷺ کی رزق حلال کے حصول کی دعا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مکاتب غلام نے ان کے پاس آ کر کہا کہ میں اپنی مکاتبت کی رقم ادا نہیں کر پا رہا ہوں، آپ ہماری کچھ مدد فرمادیجئے تو انہوں نے کہا: کیا میں تم کو کچھ ایسے کلمے نہ سکھا دوں جو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں سکھائے تھے؟ اگر تیرے پاس پہاڑ کے برابر بھی قرض ہو تو تیری جانب سے اللہ اسے ادا فرمادے گا، انہوں نے کہا کہ کہو:

اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَأَغْنِنِیْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ

(جامع ترمذی، أَبْوَابُ الدَّعَوَاتِ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ باب ما اصبر من استغفر...حدیث: 3563)

مرسلہ: مریم رحمٰن

مدثر ظفر

ڈیلیٹ کی گئی چیزیں کہاں جاتی ہیں؟

جب ہم کوئی چیز اپنے کمپیوٹر یا موبائل میں سے ڈیلیٹ کر دیتے ہیں تو وہ چیز کہاں جاتی ہے؟ کیا وہ کہیں اور سیو ہو جاتی ہے؟ایک سطر میں اس سوال کا جواب دیا جائے تو یہ ہو گا کہ وہ کہیں نہیں جاتی۔کمپیوٹر میں محفوظ مواد خواہ وہ تصویر ہو ویڈیو ہو، کوئی ڈاکیومنٹ ہو یا سافٹ ویئر ہو یا کوئی بھی چیز جو آپ اپنے موبائل فون یا کمپیوٹر میں سے ڈیلیٹ کرتے ہیں وہ وہیں موجود رہتی ہے۔اب اگلا سوال ہو گا کہ اگر وہیں موجود ہوتی ہیں تو ہمیں دوبارہ ان تک رسائی کیوں نہیں ہوتی اور آپریٹنگ سسٹم یہ کیوں بتاتا ہے کہ وہ فائل اب موجود نہیں ہے؟ دراصل جب ہم کوئی بھی چیز اپنے موبائل یا کمپیوٹر میں محفوظ کرتے ہیں تو سسٹم اس چیز کو پوائنٹر کے ذریعے انڈیکس کر دیتا ہے۔فرض کریں ہم کسی تصویر کو اپنے کمپیوٹر کی سی ڈرائیو میں سیو کرتے ہیں تو ہمارے کمپیوٹر کا آپریٹنگ سسٹم اسے پوائنٹ کرے گا کمپیوٹر کی سی ڈارئیو میں۔اور جب ہم اس فائل کو ڈیلیٹ کرتے ہیں تو وہ پوائنٹر وہاں سے ختم ہو جاتا ہے۔یعنی ڈیلیٹ کی گئی وہ چیز وہیں رہتی ہے لیکن اس چیز تک پہنچانے والا پوائنٹر نہیں رہتا۔سسٹم ہمیں وہاں تک لے جانے والے پوائنٹر کو ڈیلیٹ کر دیتا ہے اور جب ڈیلیٹ کرنے کے بعد ہم دوبارہ وہاں جاتے ہیں تو وہ چیز ہمیں نظر نہیں آتی۔اسے مزید آسانی سے یوں سمجھ لیں کہ جب بھی کوئی چیز ہم سیو کرتے ہیں تو گویا وہ ایک رجسٹر پر تمام تفصیلات کے ساتھ میموری میں محفوظ ہو جاتی ہے۔یعنی رجسٹر میں درج ہے کہ کون سی چیز کہاں پڑی ہے اور کس فارمیٹ میں ہے۔ہم اس پر کلک کرتے ہیں اور مطلوبہ مواد تک پہنچ جاتے ہیں۔ڈیلیٹ کرنے پر صرف یہ ہوتا ہے کہ رجسٹر میں درج فہرست میں سے اس چیز کی فہرست ختم ہو جاتی ہے اور جب ہم دوبارہ وہاں دیکھتے ہیں تو سسٹم ہمیں بتاتا ہے کہ وہاں کچھ بھی نہیں ہے۔

تو یہاں پھر ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر وہ چیز جو ہم نے ڈیلیٹ کر دی ہے وہیں موجود ہے تو سسٹم جگہ خالی کیوں بتا رہا ہوتا ہے؟ مثلاً ہمارے پاس دو جی بی کا میموری کارڈ تھا اور اس میں دو جی بی کا ہی ڈیٹا موجود تھا اس لیے اسٹوریج ختم ہونے کا بتا رہا تھا اور ہم اس میں مزید کوئی مواد ڈالنے سے قاصر تھے۔جب ہم نے وہ ڈیٹا ڈیلیٹ کر دیا اب سسٹم دوبارہ دو جی بی جگہ خالی بتا رہا ہے۔اگر پہلے والا مواد ابھی تک میموری کارڈ میں موجود ہے اور ڈیلیٹ نہیں ہوا تو جو نیا ڈیٹا ہم اس میں ڈالیں گے وہ کیسے اس میں جائے گا؟ تو جواب بہت سادہ ہے کہ وہ بھی وہیں سیو ہو گا اور جیسے جیسے ہم اس میں ڈیٹا ڈالتے جائیں گے وہ پہلے سے موجود ڈیٹا پر اوور رائٹ Overwrite ہو جائے گا۔

کمپیوٹر اور موبائل میں سیو ہونے والا ڈیٹا Binary Code کی شکل میں ہوتا ہے جسے 10010100100 کے مجموعہ سے ظاہر کیا جاتا ہے۔Binary code میں صرف دو عدد ہوتے ہیں صفر اور ایک جن کی ترتیب ہی کسی ڈیٹا کی صورت کو مترشح کرتی ہے۔یعنی ہر مواد اس کی کوڈ کی صورت میں میموری میں سیو ہوتا ہے جسے ہمارے کمپیوٹر یا موبائل کا آپریٹنگ سسٹم پڑھ کر ہمیں دکھا دیتا ہے کہ وہ چیز کیا ہے۔کوئی ڈیوائس جس پر کسی بھی قسم کا ڈیٹا سیو نا کیا گیا ہو وہ بالکل خالی ہو گی۔جسے 00000000 سے ظاہر کیا جاتا ہے۔جب کمپیوٹر یا موبائل میں ڈیٹا اسٹور کیا جاتا ہے تو وہ 0000000 سے 10010100010 کی صورت میں اسٹور ہوتا ہے۔ایک بار سیو ہونے کے بعد ڈیٹا کی یہی صورت قائم رہتی ہے اور چاہے ہم اسے ڈیلیٹ ہی کیوں نہ کر دیں۔نیا ڈیٹا ڈالنے کے بعد Binary Code کی شکل مواد کے حساب سے تبدیل ہو جاتی ہے اور وہ پہلے سے موجود ڈیٹا پر ہی overwrite ہوجاتا ہے۔اگر خالی جگہ کو مکمل طور پر نئے ڈیٹا سے اوور رائٹ نہ کیا گیا ہو تو ڈیلیٹ کرنے اور نیا ڈیٹا ڈالنے کے بعد بھی پہلے سے موجود ڈیٹا نہ صرف موجود ہوتا ہے بلکہ اسے دوبارہ میموری سے نکالا بھی جا سکتا ہے۔

ڈیٹا ریکوری سافٹ ویئرز یہی کام کرتے ہیں۔وہ پوری میموری کو اسکین کرتے ہیں ڈیلیٹ کی گئی فائل تک پہنچ کر ان فائل تک رسائی حاصل کر لیتے ہیں جنہیں ہم ڈیلیٹ کر کے اطمینان سے بیٹھ گئے تھے۔جیسے کہ ابتداء میں رجسٹر کی مثال دی گئی ہے، ڈیٹا ریکوری سافٹ ویئرز اس رجسٹر کو نظر انداز کر کے براہ راست کمپیوٹر، موبائل کی میموری کو اسکین کر کے مطلوبہ مواد تک ہمیں پہنچا دیتا ہے۔یہاں یہ بھی سوال کیا جا سکتا ہے کہ اس سارے جھنجھٹ میں پڑنے کی ضرورت ہی کیا ہے؟ کیوں نہ آپریٹنگ سسٹم کو ایسے ترتیب دیا جائے کہ کوئی فائل ڈیلیٹ کرنے پر وہ کمپیوٹر یا موبائل سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ختم ہو جائے۔ایسا بالکل ممکن ہے، لیکن ایسا اس لیے نہیں کیا جاتا کیونکہ ڈیٹا تک رسائی دینے والے پوائنٹر کو ختم کرنا پوری فائل کو ختم کرنے کی نسبت بہت آسان اور تیز عمل ہے۔ڈیلیٹ بٹن دبانے پر سسٹم نے پوائنٹر کو ڈیلیٹ کر کے آپ کو بتا دیا کہ جگہ خالی ہے اس میں ڈیٹا ڈال لیں۔وہ ڈیٹا ڈیلیٹ کیے گئے ڈیٹا پر اوور رائٹ ہو جائے گا بصورت دیگر مستقل طور پر فائلیں ختم کرنے میں سسٹم کو بہت زیادہ وقت درکار ہوتا ہے۔دوسری وجہ یہ ہے کہ اس بات کے امکانات موجود ہیں کہ کسی وائرس کے حملے میں سارا ڈیٹا ڈیلیٹ ہو جائے، یا کوئی ہیکر آپ کا ڈیٹا ڈیلیٹ کر دے اور یہ بھی ممکن ہے کہ آپ خود غلطی سے اپنا قیمتی ڈیٹا ڈیلیٹ کر دیں۔چنانچہ اگر بنیادی طور پر سسٹم ہی ایسا ڈیزائن کیا گیا ہو کہ وہ پہلی بار میں ہی سارے ڈیٹا کو مکمل طور پر ختم

کر دیتا ہو تو آپ کے پاس اپنے قیمتی مواد کو دوبارہ حاصل کر پانا ناممکن ہو گا۔نیز ایسے سافٹ ویئرز بھی موجود ہیں جو پہلی بار میں ہی ڈیٹا کو مکمل طور پر ڈیلیٹ کر دیتے ہیں۔لیکن اسے استعمال کرنا ہر فرد کے لیے ممکن نہیں۔

عام طور پر کمپیوٹر یا موبائل میں اشیاء محفوظ کرنے کے لیے میموری کی دو طرح کی اقسام ہوتی ہیں جو یاداشت محفوظ رکھنے میں بہت اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ایک ہوتی ہے Volatile memory، جیسا کہ نام سے ظاہر ہے کہ وقتی طور پر صرف اس وقت متحرک ہوتی ہے جب کمپیوٹر یا موبائل زیر استعمال ہوتا ہے۔اسے عارضی یاداشت بھی کہہ سکتے ہیں۔جیسے ہی ہم کمپیوٹر یا موبائل کو بند کر دیں عارضی یاداشت میں محفوظ معلومات کا ذخیرہ اسی وقت ختم ہو جاتا ہے مثلاً اگر ہم نے ایک ساتھ کئی کام شروع کر رکھے تھے جیسا کہ کوئی ویڈیو چلائی ہوئی تھی اور ساتھ ہی ورڈ ڈاکیومنٹ پر کوئی کام کر رہے تھے یا کوئی آڈیو سن رہے تھے۔جیسے ہی کمپیوٹر بند کیا تو وہ کام بھی ساتھ ختم ہو گئے دوبارہ آن کرنے پر وہ ہمیں وہاں نظر نہیں آتے۔اسی طرح کئی اقسام کے کام ہیں جو صرف کمپیوٹر یا موبائل کی عارضی یاداشت Volatile memory یعنی Ram ہی کرتی ہے۔میموری کی دوسری قسم جس میں تمام ڈیٹا سیو ہوتا ہے Auxiliary memory کہلاتا ہے۔ریم زیادہ وقت کے لیے ڈیٹا کو محفوظ نہیں رکھ سکتی نہ وہ اس کام کے لیے ڈیزائن کی گئی ہوتی ہے۔یہ کام Auxiliary memory کا ہوتا ہے جسے External memory بھی کہا جاتا ہے۔اس میں ہم اپنے ڈیٹا کو محفوظ رکھتے ہیں۔چنانچہ جب بھی استعمال شدہ موبائل، لیپ ٹاپ، کمپیوٹر، میموری کارڈ، یو ایس بی سمیت کوئی بھی ایسی ڈیوائس جس میں آپ نے اپنی تصاویر، ویڈیوز یا دستاویزات وغیرہ محفوظ کی ہوں بیچنا مقصود ہو یا کسی کو دیں تو پہلے اس میں سے سارا ڈیٹا ڈیلیٹ کریں۔اور جتنی اس میں جگہ خالی ہو اس میں اتنا ہی مزید فالتو قسم کا ڈیٹا ڈال کر دوبارہ ڈیلیٹ کر دیں یا اسی میں موجود رہنے دیں۔آپ کے ہاتھ میں اپنا نجی مواد مکمل طور موبائل یا کمپیوٹر سے ختم کرنے کا یہی ایک طریقہ ہے۔موبائل، لیپ ٹاپ یا کمپیوٹر کو مرمت کرواتے وقت بھی ایسا ہی کریں ورنہ بہت زیادہ امکان ہے اس بات کا کہ آپ کا ڈیلیٹ کیا ہوا ڈیٹا نکال کر اسے غلط استعمال کیا جائے۔

مقصود احمد علوی۔ نمائندہ الفضل آن لائن جرمنی

’’آ بَیل مجھے مار‘‘

صحت کے حوالے سے ایک تحریر

ضرب الامثال میں حقائق اور آفاقی صداقتوں کو مختصر الفاظ میں بیان کیا جاتا ہے اور ہم انہیں اکثراپنی روزمرّہ گفتگو میں استعمال کرتے ہیں۔ ’’آ بیل مجھے مار‘‘ کا مطلب ہے کہ جانتے بوجھتے ہوئے خطرے کو دعوت دینا، کوئی مصیبت سہیڑنا یا علم رکھتے ہوئے نقصان دہ طرزِ عمل اختیار کرنا۔ ظاہر ہے ایسا کرنا عقلمندی نہیں لیکن مشاہدہ گواہ ہے کہ دنیا میں بہت سے لوگ ایسا ہی کرتے نظر آتے ہیں۔

انسان کا خاصہ ہے کہ وہ بالعموم ظاہری اور مادی فوائد یا نقصانات پر اپنے عمل کی بنیاد رکھتا ہے۔جس کام میں مادی فائدہ نظر آتاہو وہ کرتا ہے اور جس میں مادی اور ظاہری نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو اُس سے مجتنب رہنے کی کوشش کرتا ہے۔ لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ جس طرح بعض فوائد پردۂ غیب میں ہوتے ہیں اِسی طرح کئی نقصانات بھی انسان کو پہنچ تو رہے ہوتے ہیں لیکن چونکہ وہ ظاہری آنکھ سے نظر نہیں آتے اِس لئے اُن سے بچنے میں بھی انسان غفلت برتتا ہے۔مثال کے طور پر سگریٹ نوشی ہے۔سگریٹ پینے والے اِس کے متعدد نقصانات تو بتائیں گے لیکن فائدہ ایک بھی نہیں بتا سکتے۔ اِس کے باوجود وہ سگریٹ پینا ترک نہیں کرتے۔ اگر ہم اپنے پھیپھڑوں پر سگریٹ کے اثرات کو ظاہری آنکھ سے دیکھ سکتے تو شاید دنیا میں کوئی بھی سگریٹ نہ پیتا۔ اِس کے نقصانات کا لوگوں کو یقین دلانے کیلئے محکمہ صحت کی طرف سے سگریٹ کی ہر ڈبی پر وارننگ درج ہوتی ہے کہ سگریٹ نوشی مضرِ صحت ہے بلکہ زندگی کیلئے بھی مہلک ہے۔ اِس کے باوجود جو لوگ سگریٹ نوشی کرتے ہیں اُن پر پھر یہی ضرب المثل صادق آتی ہے جو اوپر درج ہے۔یعنی جانتے بوجھتے ہوئی ایک خطرناک اور نقصان دہ چیز کا استعمال کرنا۔ ہم یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ سگریٹ پینے والے زبانِ حال سے کہہ رہے ہوتے ہیں کہ اے تمباکو کے زہریلے دھویں آ اور ہمارے اندر داخل ہو کر ہمیں پھیپھڑوں کے امراض میں مبتلا کر۔

خوراک کے حوالے سے بھی اکثر ایسا ہی دیکھنے میں آتا ہے کہ محض زبان کے چسکے یا عادت کے طور پر ایسی اشیائے خوردنی کا استعمال کیا جاتا ہے جو صحت کے لئے نقصان دہ ہوتی ہیں۔ چند سال قبل مجلس انصار اللہ جرمنی کے سالانہ اجتماع کے موقع پر پاکستان کے نامور ماہر امراضِ قلب محترم ڈاکٹر نوری صاحب نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ یہاں یورپ میں ایشین افراد میں امراض قلب اور ذیابیطس کی شرح زیادہ ہے۔ اِس کی وجہ آپ نے یہ بیان فرمائی کہ لوگ اِن نسبتاً ٹھنڈی آب و ہوا والے ممالک میں بھی وہی چکنائی سے بھرپور خوراک استعمال کرتے ہیں جو وہ اپنے گرم ممالک میں کیا کرتے تھے۔ کون نہیں جانتا کہ یورپ اور پاک و ہند کے موسموں میں بہت زیادہ فرق ہے لیکن اِس علم کے باوجود ان ممالک سے آئے ہوئے لوگوں کی ایک کثیر تعداد اِس حوالے سے احتیاط نہیں کرتی اور کھانوں میں چکنائی اور مصالحہ جات کا بھرپور استعمال کیا جاتا ہے۔ بالعموم اچھی اور مفید سبزیوں اور گوشت وغیرہ کو بھون بھون کر اُن میں موجود حیاتین (وٹامن) کو جلا کر ختم کرنے کے بعد استعمال کیا جاتا ہے۔ اِسی طرح چینی کے استعمال میں بھی بہت زیادہ غفلت برتی جاتی ہے حالانکہ اس بارے میں بھی سب جانتے ہیں کہ اسے میٹھا زہر کہا جاتا ہے اور اس کا زیادہ استعمال مضرِ صحت ہے۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ جتنی چینی کی ہمارے جسم کو ضرورت ہوتی ہے وہ ہمیں پھلوں روٹی اور دیگر اشیائے خوردنی سے مل جاتی ہے۔ اس اہم پہلو کی طرف بہت ہی کم توجہ کی جاتی ہے کہ کب کتنی اور کیسی خوراک کھانی چاہئے اور اِس کے ہمارے جسم کے اہم اعضاء مثلاً جگر، معدے، دل اور گردوں وغیرہ پر کیا اثرات ہونگے۔حقیقت یہ ہے کہ خوراک کے ذریعہ بھی بعض لوگ جانتے بوجھتے ہوئے بیماریوں کو دعوت دیتے ہیں۔

یورپین ممالک میں ورزش سے تو اکثر ایشین کی جان جاتی ہے۔ اِس کے فقدان کی وجہ سے مردوں کی بڑی تعداد موٹاپے کا شکار ہے۔ ہمارے ایک جاننے والے جو کافی جسیم تھے ایک دفعہ ڈاکٹر کے پاس گئے اور شکایت کی کہ اُن کے ٹخنوں اور گھٹنوں میں درد رہتا ہے۔ ڈاکٹر نے انہیں اوپر سے نیچے تک دیکھا اور کہا کہ ٹخنے اور گھٹنے کیا کریں دیکھتے نہیں اِن پر وزن کتنا ہے۔ کافی سال پہلے خاکسار نے ایک دفعہ کچھ افراد کے سامنے اپنی طرف سے بڑے ہی موثر انداز میں صبح کی سیر اور ورزش کی افادیت بیان کرتے ہوئے کہا کہ باہر کھلی فضا میں آکسیجن سے بھرپور ٹھنڈی تازہ ہوا جب سانس کی نالیوں کے ذریعے ہمارے جسم میں جاتی ہے تو دل و جان تروتازہ ہو جاتے ہیں اور بہت ہی مزہ آتا ہے۔ علاوہ ازیں یہ ہماری صحت کیلئے بھی بہت ہی مفید ہے۔ خاکسار کے خاموش ہونے پر ایک صاحب بولے ’’علوی صاحب! جو آپ نے فرمایا ٹھیک ہوگا لیکن صبح کی نماز کے بعد سونے کا بھی اپنا ہی مزہ ہے۔‘‘ ہمارے ماحول میں اسے عرفِ عام میں نوری ٹھونکا بھی کہتے ہیں۔ قارئین کرام! اب آپ کا اختیار ہے کہ آپ کس بات پر عمل کرتے ہیں۔ چاہیں تو تازہ اور ٹھنڈی ہواؤں اور دلکش فضاؤں میں ورزش کر کے جان بنائیں یا پھر بیڈ سٹیڈیم میں نوری ٹھونکے لگا کر اپنی توند بڑھائیں۔

گرم علاقوں میں تو اکثر ورزش کے بغیر ہی پسینے کے ذریعہ زہریلے مواد جسم سے خارج ہوتے رہتے ہیں لیکن ٹھنڈے ممالک میں ضروری ہوتا ہے کہ مناسب ورزش کے ذریعہ فالتو چربی وغیرہ کو کم کیا جائے۔ یاد رکھنا چاہئے کہ موٹاپا صحت یا کھاتے پیتے گھرانے سے تعلق کی علامت نہیں بلکہ بہت سی بیماریوں کی آماجگاہ ہے۔قومی مزاج کی بھی بات ہوتی ہے۔ سیر یا ورزش کے لئے باہر کسی پارک یا جنگل میں جائیں تو بہت سے مقامی مرد و خواتین ورزش کرتے نظر آئیں گے لیکن شاید ہی کوئی ایشین ورزش کرتا ہوا ملے اور اگر کوئی نظر آ بھی جائے تو وہ وہی ہو گا جو مجبوراً یہ کام کر رہا ہو گا۔ یعنی شوگر کا مریض ہو گا جو ڈاکٹر کی ہدایت کے مطابق یہ ’’تکلیف‘‘ اٹھا رہا ہو گا۔صحت اور خود کو فٹ رکھنے کیلئے ہمارے لوگ کم ہی ورزش کرتے ہیں۔ خلاصہ کلام یہ کہ مناسب ورزش سے پہلو تہی کے ذریعہ اپنے موٹاپے کی حفاظت کرتے ہوئے اکثر لوگ زبانِ حال سے بہت سی بیماریوں کو کہہ رہے ہوتے ہیں کہ آؤ اور ہمارے اندر بسیرا کر کے ہمیں بھی اپنی مہمانی کا موقع دو۔

کہا جاتا کہ اگر انسان تین اصولوں کا خیال رکھے تو بالعموم صحت اچھی رہتی ہے۔

1. موسم کے مطابق اچھی اور مناسب مقدار میں خوراک کا استعمال
2. عمر کے مطابق باقاعدہ سیر اور ورزش
3. مناسب نیند

ہوسکتا ہے آخری اصول یعنی نیند میں کسی کو کلام ہو لیکن پہلے دو اصول تو بہرحال صحت اور تندرستی کیلئے ایک مانی ہوئی حقیقت ہیں جن سے کسی کو بھی انکار نہیں ہوسکتا۔

خاکسار کے نزدیک ممبرانِ مجلسِ انصار اللہ کو اپنی صحت کی طرف توجہ دینے کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ ایک بڑی تعداد ہمارے ایسے بھائیوں کی ہے جو بلڈ پریشر، ذیابیطس اور دل کے عارضے میں مبتلا ہیں۔سال میں دو دفعہ ریجنل اور نیشنل سطح پر ہونے والے اجتماعات کے مواقع پر کھیلوں کے مقابلہ جات میں حصہ لینے کی اپنی ایک اہمیت ہے لیکن خاکسار سمجھتا ہے کہ اِس کے علاوہ ہمیں اپنے طور پر اپنی صحت کی فکر کرنی چاہئے۔ اِس کیلئے جہاں مناسب خوراک کا استعمال کرنا ضروری ہے وہاں ہمیں باقاعدگی سے سیر اور ورزش کو بھی اپنا روزانہ کا معمول بنا لینا چاہئے۔ خاکسار کے نزدیک خاص طور پر صفِ اول کے انصار بھائیوں کیلئے کھیلوں کی نسبت اِس اہم امر کی اہمیت بھی زیادہ ہے اور ضرورت بھی۔

رپورٹ منور علی شاہد منتظم رپورٹنگ

مجلس انصاراللہ جرمنی کے چالیسواں سالانہ اجتماع 2021ء کی روئیداد

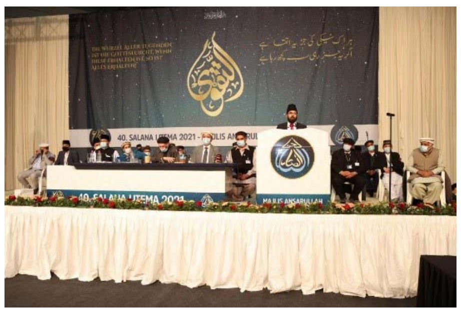

مجلس انصاراللہ جرمنی کا چالیسویں سالانہ اجتماع دینی اور روحانی برکات بانٹتا ہوا اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کیساتھ مورخہ سات نومبر بروز اتوار خیرو عافیت

سے مئی مارکیٹ من ہائم میں اختتام پذیر ہوگیا الحمد للہ۔ اس سال اجتماع کا عنوان ''تقویٰ'' تھا۔ اجتماع کے منتظم اعلیٰ مکرم ظفر احمد ناگی صاحب نائب صدر صف دوم تھے، جنہوں نے ایک ''اجتماع کمیٹی'' تشکیل دیکر اس کی صدر مجلس سے منظوری لیکر کام شروع کیا اور بعد ازاں متعدد اجلاسات صدر مجلس کی صدارت میں منعقد ہوئے۔ چونکہ آجکل دنیا کو کرونا کی عالمی وبا کا سامنا ہے اور اسی کی وجہ سے گزشتہ سال سالانہ اجتماع منعقد نہیں ہوسکا تھا لہذا موجودہ اجتماع بھی کرونا کے حوالے سے حکومتی پالیسی کے تابع تمام ترطبی احتیاطوں اور سماجی فاصلوں کیساتھ منعقد ہوا نیز انہی مخصوص حالات کے سبب تحریک کی گئی تھی کہ صف دوم کے انصار زیادہ سے زیادہ شامل ہوں۔حسب روایت اجتماع کی تیاریوں کا آغاز وقار عمل سے ہوا اور اس کی افتتاحی تقریب مورخہ 4 نومبر بروز جمعرات کو صبح دس بجے مکرم صدر صاحب مجلس انصاراللہ جرمنی کی زیر صدارت مقام اجتماع پر منعقد ہوئی جس میں آپ نے اجتماع کمیٹی کے کچھ ممبران کا تعارف کرایا اور ان کی ذمہ داریوں بارے بتایا، پھر انصار بھائیوں کو مفید عمومی ہدایات سے نوازا۔ پہلے اور دوسرے دن میں مجموعی طور پر کل 400 انصار بھائیوں نے حصہ لیا، وقار عمل کے ذریعے اجتماع کی تیاریوں کا سلسلہ جمعہ کی شام معائنہ تک جاری رہا تھا۔

ان دودنوں میں وقار عمل کے ذریعے کئے گئے نمایاں کاموں میں بیرونی حصوں میں چھوٹے بڑے خیموں اور ساؤنڈ سسٹم کی تنصیب، سٹیج کی مکمل تیاری، اندرون ہال میں ٹی وی کی سکرینوں کی تنصیب، 1250 کرسیوں کا لگانا شامل ہے، اسی طرح تین اطرف بینرز لگائے گئے اور مقام پرچم کشائی کو تیار کیا گیا۔ اسی طرح مختلف شعبہ جات نے بھی اپنے اپنے کام کئے ان میں ایم ٹی اے، آڈیو اور ٹرانسلیشن شامل ہیں۔ طبی امداد کیمپ بھی فعال ہوا، بازار لگایا گیا۔لنگر خانہ میں 28 چولہے اور عارضی طور پر نصب کئے گئے اور دیگر شعبہ جات جس میں کھانا کی سیکورٹی، دیگوں کی صفائی وغیرہ قائم کئے گئے۔ مقام اجتماع کے اردگرد چھ پوسٹیں مختلف مقامات پر قائم کی گئیں ہیں۔شعبہ جات علمی اور ورزشی مقابلہ جات نے اپنے اپنے مختص مقامات تیار کئے۔ دیگر مختلف شعبہ جات کے سٹال بھی تیار کئے گئے جن میں شعبہ وصایا، سو مساجد، ہیومنٹی فرسٹ قابل ذکر ہیں۔ اسی طرح Scanning والا شعبہ بھی فعال کیا گیا جہاں آنے والوں کے کارڈز دستیاب تھے۔ رہائش گاہ تیار کی گئی جہاں 700 مہمانوں کی رہائش کا انتظام موجود تھا۔ جمعہ کی شام مکرم مبارک احمد صاحب شاہد صدر مجلس انصاراللہ جرمنی نے تقریباً ساڑھے سات بجے سے رات نو بجے تک مکرم ظفر احمد ناگی صاحب منتظم اعلیٰ اور ان کی اجتماع ٹیم کے ممبران ہمراہ تمام شعبہ جات کا معائنہ کیا اور ضروری ہدایات دیں، اختتام پر لنگر خانہ میں کیک کاٹا۔

6 نومبر بروز ہفتہ سالانہ اجتماع کا پہلا دن تھا اور اس کا آغاز پروگرام پرچم کشائی کی تقریب سے ہوا تھا جو ساڑھے گیارہ بجے منعقد ہوئی۔ مکرم مبارک احمد شاہد صاحب صدر صاحب مجلس انصاراللہ جرمنی نے مجلس انصاراللہ کا پرچم جبکہ مکرم عبد اللہ واگس ہاؤزر صاحب نیشنل امیر جرمنی نے قومی پرچم لہرایا اور دعا کرائی، اس موقع پر ترانہ بھی پڑھا گیا اور احباب نے نعرے بھی لگائے۔ بارہ بجے کے لگ بھگ سالانہ اجتماع کی افتتاحی تقریب کا آغاز ہوا جس کی صدارت صدر صاحب انصاراللہ جرمنی نے کی تھی۔ تلاوت کے بعد صدر مجلس نے عہد دہرایا اس کے بعد نظم خوش الحانی سے پڑھی گئی۔ اسکے بعد محترم صدر صاحب نے مختصر خطاب کیا اور ابتداء میں حضور انور کا اجتماع کے لئے موصول شدہ پیغام پڑھ کر سنایا اور پھر تربیت اور اجتماع سے متعلق نصائح کیں۔ اس کے بعد نیشنل امیر صاحب نے کرونا وبا اور ویکسئین لگوانے کے حوالے سے اور تربیتی امور پر شاملین اجتماع کو نصائح کیں۔ افتتاحی تقریب کے بعد نمازوں اور طعام کا وقفہ ہوا۔ وقفے کے بعد مختص کئے گئے مقامات پر انفرادی اور اجتماعی علمی اور ورزشی مقابلوں کا آغاز ہوا۔ انفرادی علمی مقابلوں میں مقابلہ تلاوت، نظم اردو تقریر اور جرمن تقریر شامل تھی (صف اول اور دوم کے انصار)صف اول کے مقابلوں میں شرکت کرنے والے انصار کی کل تعداد 54 تھی جبکہ صف دوم کے انصار کی تعداد 53 تھی۔ جرمن زبان تقریر کے مقابلہ میں 10 انصار نے شرکت کی۔ علاقہ کی سطح پر ٹیموں کے مابین بیت بازی کے مقابلہ میں کل 7 ٹیموں نے شرکت کی۔ ورزشی مقابلوں میں بھی معیار اول اور دوم کے انصاروں نے شرکت کی۔ انفرادی مقابلوں میں کلائی پکڑنا، واکنگ ایک ہزار میٹر، چار سو میٹر (معیار اول اور دوم) مقابلہ مشاہدہ معائنہ شامل تھا۔ جبکہ اجتماعی مقابلوں میں فٹ بال، کرکٹ، والی بال اور رسہ کشی شامل تھی۔ اجتماعی مقابلوں میں کل 450 جبکہ انفرادی مقابلوں میں 36 کھلاڑیوں نے حصہ لیا۔ انہی مقابلوں کے اختتام کیساتھ نمازوں اور طعام کا وقفہ ہوا اور پہلا دن اختتام کو پہنچا۔

سالانہ اجتماع کے دوسرے اور آخری دن کا آغاز نماز فجر اور درس سے ہوا۔ مکرم حافظ ظفراللہ صاحب نے پڑھائی اور درس دیا تھا اور تقریباً 250 احباب نے نماز فجر ادا کی۔ پروگرام کے مطابق آج کے پروگراموں میں ورزشی اور علمی مقابلے (فائنل) تھے جو دس بجے صبح سے لیکر وقفہ برائے طعام و نماز ظہر و عصر تک جاری رہے۔سالانہ اجتماع کا آخری اجلاس تین بجے مکرم نیشنل امیر صاحب جرمنی کی صدارت میں شروع ہوا۔ مکرم مسعود احمد گل صاحب نے قرآن پاک کی تلاوت کی، تلاوت کا اردو ترجمہ مکرم منور اکمل فانی صاحب جبکہ جرمن زبان میں ترجمہ مکرم راشد محمود صاحب نے پڑھا۔ اس کے بعد صدر صاحب مجلس انصاراللہ جرمنی عہد دہرایا۔ عہد کے بعد مکرم شیخ خالد محمود صاحب نے خوش الحانی کیساتھ نظم پڑھی۔ اس کے بعد مکرم ظفر احمد ناگی صاحب (نائب صدر صف دوم) نے بحیثت منتظم اعلیٰ، اجتماع کی تیاریوں سے متعلق ''اجتماع کمیٹی'' کی کارگزاری رپورٹ پڑھ کر سنائی۔ بعد ازاں مکرم امیر صاحب جرمنی نے انفرادی، اجتماعی علمی ورزشی مقابلوں کے علاوہ دیگر انعام ہولڈرز انصاروں اور ٹیموں میں انعامات تقسیم کئے، گزشتہ سال بہترین حسن کارکردگی کا علم انعامی مجلس Rödermark نے حاصل کیا اور اس کے زعیم صاحب مجلس مکرم ساجد خواجہ صاحب نے علم انعامی وصول کیا۔ بعد ازاں مکرم نیشنل امیر صاحب نے اختتامی خطاب کیا۔ اجتماع کے آخری مرحلہ میں حضور انور ایدہ اللہ کا خطبہ فرمودہ بموقع سالانہ اجتماع مجلس انصاراللہ یوکے شاملین اجتماع کو سنایا گیا اور اس کے بعد مکرم صدر صاحب مجلس انصاراللہ کی طرف سے اظہار تشکر کے کلمات کہے گئے جس میں آپ نے اجتماع کمیٹی، انصار بھائیوں اور خصوصاً سلسلہ کے مربیان کرام کا شکریہ ادا کیا جنہوں نے علمی مقابلوں میں تعاون کیا۔ مکرم نیشنل امیر صاحب کی دعا کیساتھ ہی یہ اجتماع اپنے اختتام کو پہنچا۔ پہلے دن اجتماع کی حاضری 1507 جبکہ آخری دن حاضری 2517 تھی۔

ایڈیٹر کے نام خط

الفضل روشنی کا وہ بلند مینار ہے جس کی شعاعیں چاروں طرف اکناف عالم میں پھیل رہی ہیں

محمد عمر تیماپوری ۔کوآڈینیٹر علی گڑھ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ انڈیا

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

جس اخبار کے بانی سیدنا حضرت مصلح موعودؓ ہوں اور جس اخبار کے ابتدائی اخراجات کی ذمہ داری حضرت ام ناصرؓ نے اپنے سونے کے زیورات فروخت کر کے برداشت کئے ہوں۔اس کیفیت کو تو صرف ایک عورت ہی محسوس کرسکتی ہے کہ اس کو اس کے سونے کے زیور کس قدر پیارے ہوتے ہیں اور اس سے محرومی اس پر کس قدر گراں گزرتی ہے ۔عظیم قربانی ہے جو صدقہ جاریہ کے طور پر جاری ہے اور ان شاء اللہ جاری رہے گی اور آج اس اخبار کی قیادت وسرپرستی سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے ہاتھ میں خود لے رکھی ہو اور براہ راست نگرانی اور نظر فرمارہے ہوں اس کے تعارف کے لئے الفاظ ساتھ نہیں دے رہے یہ وہی اخبار ہے جس کی آواز اور پرواز کو نام نہاد اسلامی مملکت پاکستان نے بین کر دیا تھا۔آزادیٔ ضمیر اور پریس کا گلا گھونٹ دیا تھا۔جبکہ اس اخبار کا ریکارڈ ہے اس نے حکومت پاکستان کے خلاف کبھی اپنے قلم کو جنبش نہیں دی کبھی ان کی پالیسیوں کی نکتہ چینی نہیں کی بلکہ قرآن مجید کے حکم کے مطابق وَ اُولِی الۡاَمۡرِ مِنۡکُمۡ پر کہ جو تم پر حاکم وقت مقرر ہیں ان کی اطاعت کرو کماحقہ اس پر عمل کیا ہے ۔آج یہی اخبار براعظم ایشیاء و یورپ و دیگر ممالک کو حقیقی اسلام کی دعوت دے رہا ہے۔اور حقیقی اسلام کا ترجمان ہے ۔ہر ملک اور ہر قطعہ میں اس کی نہریں جارہی ہیں جو پیاسی روحوں کی سیرابی کا سامان مہیا کر رہا ہے ۔الفضل روشنی کا وہ بلند مینار ہے جس کی شعاعیں چاروں طرف یکساں پڑ رہی ہیں ۔اس میں دو رائے نہیں کہ ہر دور خلافت میں کچھ نہ کچھ خصوصی امتیازات اور کارہائے نمایاں ہوئے ہیں اور ہوتے آرہے ہیں ۔یہ سنت ، قرون اولیٰ سے چلی آرہی ہے ۔جو اللہ تعالیٰ خود اپنے خلیفہ کے دل میں حالات حاضرہ اورضرورت کے مطابق تحریک کرتا رہا ہے جس کی وہ پیروی کرتے ہیں ۔حضرت مصلح موعودؓ نے اپنے کارہائے نمایاں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا تھا ’’وہ مؤرخ تاریخ احمدیت کو مکمل نہیں کرسکتا جب تک کہ میرا اس میں ذکر نہ کرے‘‘حضرت خلیفة المسیح الاولؓ اور حضرت خلیفة المسیح الثانیؓ اور حضرت خلیفة المسیح الثالثؒ کے ادوار میں بھی خصوصی امتیازات اور کارہائے نمایاں ظہور پذیر ہوئے ہیں جو اس خط میں مذکرہ ممکن نہیں۔خلافت رابعہ کا دور جیسا کہ آپ اپنے ایک اداریہ میں رقمطراز ہیں’’...یہ خلافت رابعہ کا دور تھا جو تبلیغ اور دعوت الی اللہ کا پر جوش دور تھا‘‘یقیناً مؤرخ احمدیت بھی اس کا ذکر کرے گا موجودہ دور خلافت خامسہ کا دور ہے جو قلمی جہاد کا پر جوش دور ہے جیسا کہ خلافتِ رابعہ کے دور میں انصار ،خدام ،اطفال ،لجنہ اور ناصرات نے دعوت الی اللہ میں حصہ لئے ،**بعینہ اسی طرح خلافت خامسہ کے دور میں الفضل کے توسط سے انصار ،خدام ،اطفال ،لجنہ ،ناصرات قلمی جہاد میں حصہ لے رہے ہیں عجیب مماثلت ہے** ۔سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ذاتی طور پر بہ نفس نفیس کئی ممالک کے سربراہان سے قلمی جہاد کیا ہے ۔ دعوت الی اللہ ،حقوق اللہ ،حقوق العباد ،مساوات ،عدل وانصاف ،آزادیٔ ضمیر ،امن وآشتی پر مبنی کئی خطوط تحریر فرمائے ہیں ۔بلا خوف خطر مغربی دنیا میں براجمان ہو کر قلمی جہاد کر رہے ہیں اور یہ سلسلہ جاری ہے ۔آپ نے بھی ایک اور حالیہ اداریہ میں حق پر مبنی تبصرہ کیا ہے ۔’’الفضل ہی خلافت سلسلہ کا دایاں بازو اور اس کی آواز بن کر گویا خلافت کا ترجمان ہے‘‘

بانیٔ جماعت احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سوا سو سال قبل اپنی جماعت کو قلمی جہاد کے بارے میں توجہ دلائی تھی ۔’’اس ہمارے نزدیک ہندوستان دار الحرب ہے بلحاظ قلم کے ۔پادری لوگوں نے اسلام کے خلاف ایک خطرناک جنگ شروع کی ہوئی ہے ۔اس میدان جنگ میں وہ نیزہ ہائے قلم لے کر نکلے ہیں نہ کہ سنان وتفنگ لے کر اس لئے اس میدان میں ہم کو جو ہتھیار لے کر نکلنا چاہیئے وہ قلم اور صرف قلم ہے‘‘

(ملفوظات جلد اول صفحہ.201,200جدید ایڈیشن)

ماشاء اللہ آپ کے اداریے بھی بہت خوب ہیں کس کس پر تبصرہ کیا جائے ۔کسی پر کرنا اور کسی پر نہ کرنا ناانصافی ہوگی ۔تبلیغی ،تربیتی اور تنظیمی نکتہ نگاہ سے حالات حاضرہ ،ضرورت اور عین وقت کے تقاضے کے مطابق اس اخبار کے لیڈر اور سپہ سالار کے طور پر اپنا فریضہ ادا کر رہے ہیں ۔قلم کاروں کی کمان آپ کے ہاتھ میں ہے ۔آپ نے مزید ایک اداریہ میں توجہ دلائی ہے ۔

’’مہدی اہل قلم میں سے ہوگا ہم میں سے ہر ایک کو اپنی قلموں کو حرکت دینی ہوگی ۔‘‘

اس کے نمایاں اثرات ظاہر ہو رہے ہیں الحمد للہ ۔اور جو اردو نہیں پڑھتے تھے انہوں نے پڑھنا سیکھ لیا ہے جنہوں نے پڑھنا سیکھ لیا ہے اب وہ لکھنا سیکھ گئے ہیں ۔جنہوں نے لکھنا سیکھ لیا ہے اب وہ خوب لکھ رہے ہیں ۔اور نسل نو حقیقی طور پر قلمی جہاد میں حصہ لے رہی ہے ۔اللھم زد فزد ۔اللہ تعالیٰ آپ کو اور آپ کی ساری ٹیم کو مقبول خدمت کی توفیق عطا کرے اور اپنی جناب سے بہترین اجر عطا فرمائے آمین ۔اللھم آمین ۔

ایک اضافہ

حضرت مستری احمد دین بھیرویؓ

مکرم عبدالقدوس قمر جاوید۔لندن یو کے سے مورخہ 12نومبر 2021ء کے شمارے میں شائع ہونے والے مضمون بعنوان ’’حضرت مستری احمد دین بھیرویؓ‘‘ کے حوالے سے تحریر کرتے ہیں:

الفضل کے شمارے میں ایک مضمون پڑھنے کا موقع ملا۔عنوان تھا ’’حضرت مستری احمد دین بھیروی صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام‘‘ سارا مضمون پڑھنے کی توفیق ملی۔جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

خاکسار اس مضمون میں چند ایک اضافہ جات کروانا چاہتا ہے ایک یہ کہ حضرت مستری احمد دین رضی اللہ عنہ کا نام منارۃ المسیح قادیان دارالامان کے مین دروازہ پر نمبر 36 پر لکھا ہوا ہے۔مضمون میں ان کے صرف دو بیٹوں کا ذکر ہے جبکہ ان کے تین بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں۔بڑی بیٹی کا نام محترمہ خدیجہ بیگم تھا اور تیسرے بیٹے کا نام محترم محمد عبداللہ تھا اور چھوٹی بیٹی کا نام محترمہ فاطمہ بیگم تھا۔اور میں محترمہ خدیجہ بیگم کی اکلوتی بیٹی محترمہ صغریٰ بیگم کا بیٹا ہوں۔

حضرت مستری احمد دین رضی اللہ عنہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں درخواست کی تھی کہ اپنی پگڑی عنایت فرمائیں اور ساتھ ہی ایک نئی پگڑی خرید کر بھجوائی تھی۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے از راہ شفقت اپنی پگڑی عطاء فرمائی جس پر میری نانی جان محترمہ خدیجہ بیگم نے اپنے ہاتھ سے کڑھائی کر کے پگڑی ملنے کی تاریخ لکھی تھی۔وہ مکمل پگڑی ہمارے ایک بھائی کے پاس ربوہ میں موجود ہے اور دفتر کے ریکارڈ میں شامل ہے۔ الحمدللہ۔

میرے دادا جان حضرت حاجی فضل الٰہی بھیروی رضی اللہ عنہ ہیں۔آپ اور آپ کے دو بھائی اور والد محترم و والدہ محترمہ بھی صحابی تھے۔میرے دادا جان کی تصویر ’’مخزن تصاویر‘‘ میں موجود ہے۔

محترم غلام مصباح بلوچ آپ کا بہت بہت شکریہ۔اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی امان میں رکھے آمین ثم آمین۔

سانحہ ارتحال

مکرم عبدالخالق نیر۔مبلغ انچارج و نمائندہ الفضل آن لائن کیمرون سے یہ افسوسناک اطلاع بھجواتے ہیں

خاکسار کی والدہ محترمہ سردار بی بی زوجہ مکرم چوہدری نبی بخش (مرحوم) مورخہ 27 ستمبر 2021ء کو 94برس کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔پچھلے 8سال سے دل کے عارضے میں مبتلا تھیں۔سانس کی تکلیف بھی تھی۔ڈاکٹروں کے مطابق وفات نمونیہ کے باعث ہوئی۔

آپ کی پٹھانکوٹ گرداسپور سے ہجرت کے ایک سال بعد 1948ء میں سیالکوٹ میں شادی ہوئی۔1949ء میں والد صاحب کے ساتھ قمر آباد ضلع نوشہرو فیروز میں احمدیت قبول کی۔اس طرح خاکسار کے والدین کو ہمارے خاندان میں سب سے پہلے احمدیت قبول کرنے کی توفیق ملی۔الحمدللہ علی ذالک۔والدہ صاحبہ کا سارا خاندان شیعہ مسلک سے تعلق رکھتا تھا جب ان کو علم ہوا کہ (ہمارے) والدین نے احمدیت قبول کر لی ہے تو محترم نانا جان نے ہماری والدہ صاحبہ سے کہا کہ آپ واپس آجائیں کیونکہ ان کے نزدیک (ہمارے) والد صاحب کافر ہو گئے تھے۔والدہ صاحبہ نے اپنے والد محترم (نانا جان) سے کہا کہ میں اب صحیح مسلمان ہوئی ہوں۔آپ کے ہاں میں صرف فجر کی نماز پڑھتی تھی لیکن احمدیت قبول کرنے کے بعد پانچوں نمازیں اور نماز تہجد بھی ادا کرتی ہوں۔

بہت ہمدرد،پیار سے پیش آنے والی اور مہمان نواز تھیں۔مرحومہ موصیہ تھیں اور بہشتی مقبرہ میں تدفین ہوئی۔نماز جنازہ مکرم کامران ثاقب نے پڑھائی اور تدفین کے بعد دعا محترم ناصر احمد شمس نے کروائی۔پسماندگان میں تین بیٹے اور چار بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔دو بیٹے مکرم ڈاکٹر عبدالرحیم اور مکرم انجینئر عبدالروف،برمنگھم یو کے میں مقیم ہیں۔

قارئین الفضل سے دعا کی درخواست ہے کہ مولیٰ کریم ہماری والدہ محترمہ کی مغفرت فرمائے اور اپنی رحمت کی چادر میں لپیٹ لے۔آمین۔

(ادارہ الفضل کی طرف سے تعزیت قبول فرمائیں۔اللہ آپ کو دیارِ غیر میں صبر جمیل عطا فرمائے اور آپ کی والدہ کے درجات بلند کرتا رہے)

DAILY LONDON ALFAZL ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION — Download on the App Store — Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

رپورٹ: سعید احمد جٹ۔مبلغ سلسلہ جماعت احمدیہ ہالینڈ

تبلیغی پروگرام اُترخت (ہالینڈ)

جماعت احمدیہ ہالینڈ کو خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے مؤرخہ 23 اکتوبر 2021ء کو ہالینڈ کے شہر اُترخت (Utrecht) میں ایک کامیاب تبلیغی پروگرام کرنے کی توفیق ملی۔ اس پروگرام کی تیاری دو ماہ پہلے شروع کی گئی اور حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت اقدس میں دعائیہ خط بھی لکھا گیا۔

جماعت احمدیہ ہالینڈ کو اس سے قبل اسی نوعیت کے تبلیغی پروگرام ہالینڈ کے دیگر شہروں میں بھی کرنے کی توفیق ملتی رہی ہے۔

اس پروگرام کی اطلاع 155 نیشنل اور 16 لوکل اور ریجنل میڈیا آؤٹلیٹس کو پریس ریلز کے ذریعہ بھجوائی گئی۔اسی طرح نیشنل ریڈیو چینل پر اس پروگرام کے حوالے سے انٹرویو بھی دیا گیا۔

مؤرخہ 23 اکتوبر کو احبابِ جماعت صبح دس بجے اُترخت شہر کے ایک ہال میں اکٹھے ہوئے جہاں ہر فرد کو انتظامیہ کی جانب سے فولڈرز دیئے گئے۔ اس پروگرام میں 120 سے زائد خدام اور 35 انصار نے شرکت کی۔ایک دن کے پروگرام میں 30 ہزار سے زائد جماعتی فولڈرز تقسیم کئے گئے۔

جماعت کے افراد کو دو ٹیموں میں تقسیم کیا گیا۔ ایک ٹیم نے گھروں میں فولڈرس تقسیم کئے اور ایک ٹیم نے شہر کے بازار میں ہالینڈ کے مقامی لوگوں کے سوالات کے جواب دیئے۔ اس ٹیم کو نیشنل اور ریجنل میڈیا کی بھی کورج ملی۔ اس پروگرام کو میڈیا کے ذریعہ تقریباً 1.7 ملین افراد تک پہنچایا گیا اور سوشل میڈیا کے ذریعہ دو تا تین ہزار لوگوں تک پہنچایا گیا۔

دوپہر کو فولڈرز کی تقسیم کے بعد شام کو ایک Livestream کا پروگرام منعقد کیا گیا جس میں جماعت کا تعارف کروایا گیا اور شاملین کے سوالات کے جواب دیئے گئے۔

خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ جماعت احمدیہ ہالینڈ تبلیغی سرگرمیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے اور اسلام احمدیت کا پیغام پورے ملک میں پھیلانے والی ہو۔ آمین۔

چھوٹی مگر سبق آموز بات

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ مکمل کہنا یا لکھنا حصول ثواب کا ذریعہ

ایڈیٹر کے نام خطوط اور وٹس ایپ میسجز میں بعض احباب و خواتین ’’اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ ‘‘لکھتے وقت اسلام علیکم (بغیر الف لام کے) لکھ دیتے ہیں جو درست نہیں اسے درست لکھنے کا طریق الف لام کے ساتھ ’’ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ ‘‘ ہے۔

حدیث میں آتا ہے کہ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کے ساتھ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ کہنے سے 10 نیکیاں جبکہ وَبَرَکَاتُہٗ ساتھ لگانے کے مزید 10 نیکیوں کا ثواب ملتا ہے۔

(ایڈیٹر)

طلوع وغروب آفتاب

	طلوع فجر	غروب آفتاب
24 نومبر 2021ء		
مکہ مکرمہ	04:12	19:06
مدینہ منورہ	04:03	19:14
قادیان	03:45	19:38
ربوہ	03:25	19:18
اسلام آباد ٹلفورڈ	03:19	21:23